ان الدین عند اللہ الاسلام

از تازہ افادات حقیقت آگاہ معارف دستگاہ عارف
باللہ حضرت مولانا مولوی حافظ حاجی محمد انوار اللہ صاحب



مقاصد الاسلام

۱۳۲۹ھ

حصہ چہارم

تصحیح جناب مولوی قاضی شریف الدین صاحب
دائرۃ المعارف النظامیہ دکن

حیدرآباد دکن

فہرست مضامین مقاصد الاسلام حصہ چہارم

فہرست صحت و غلط نامہ مقاصد الاسلام حصہ چہارم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۵	سر	ہر	۳۳	۱۰	جیسے	جب سے	۷۸	۲	بناتے	بتاتے
۳	۱۴	کمشش النجوم	کمشل النجوم	۳۷	۷	عوض	عیوض	〃	۳	بتانے والے	سُنانے والی
〃	۱۶	علمار	علماء	۳۸	۱۳	جن مین	جس سے	۸۰	۱۳	دورنگ	دورتک
۴	۵	کنز العلماء	کنز العمال	۳۹	۱۷	ہین	ہین	۸۷	۱۳	نمونہ حرور	نمونہ از خروارے
〃	۱۰	المجاہدہ	المجاہد	۴۴	۳	بندھ	باندہ	〃	۱۷	کثر	اکثر
〃	۱۴	صلی اللہ علیہ وسلم	صلی اللہ علیہ وسلم نے	۵۱	۱۷	نرہتا	نرہتا ہوتا	۸۸	۲	مُلانہ این	مُلانہ پن
۵	۵	عباتون	عبادتون	۵۲	۱۶	وندقون	اُون دنون	〃	۴	بئری	بڑی
۸	۱۱	فرقہ	فرقیۃ	〃	۱۶	پکڑ کیا	پکڑلینگی کیا	〃	۹	واو	واڈا
۹	۱	جو نہایت	جو اسلام نہایت	۵۷	۱۲	ہہی	یہی				
۱۴	۱۶	والی نعمتین	والی نعمتون کا	۵۹	۹	پندہرا	پندرہ				
۲۰	۵	جو عورت کے	جو عورت کہ	〃	۱۳	کی	کا				
۲۱	۱۰	آنس	آنسین	〃	〃	ہوتی	ہوتا				
۲۴	۱۶	شہیدونکا ملے	شہیدونکا تولا جائیگا	۶۴	۵	اونکی	اونکا				
۲۵	۸	کرتی ہیں	کرتی ہے	〃	۶	جینے کچھہ	جتنے جو کچھہ				
۳۰	۱۴	کہ اوسکہ	کہ اوسکے	〃	۷	سوچہر	سوجھے				
۳۱	۳	بعد وہی	بعد وہی آدمی	〃	۸	شکاکر	شکار کر				
۳۲	۲	رہے	رہے تو	〃	۱۲	لٹادینی	لٹادینا				
〃	۹	اتنا کرین	اتنا تو کرین	۶۶	۵	کرنیکے ہم	کرنیکے لئے ہم				
〃	۱۰	تدریس اپنے	تدریس اپنے دینی	۶۷	۱۶	اسی	اُوسی				

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلواۃ والسلام علی سیدنا محمد والہ واصحابہ اجمعین - یہ بات پوشیدہ نہین کہ ہر دین چند اعتقاد اور اعمال کا نام ہے جنکی وجہ سے وہ دوسرے ادیان سے ممتاز ہوتا ہے اور وہ دینی عقاید کسی مین نہ پائے جائین تو وہ اس دین کا آدمی نہ سمجھا جائیگا . مثلاً یہودی خدا اور تمام انبیا کے قائل ہین جنکو عیسائی مانتے ہین مگر صرف عیسی علیہ السلام کو اور اونکے چند خاص عقاید کو نہ ماننے کی وجہ سے وہ عیسائی نہین ہوسکتے اسی طرح اور ادیان کا حال ہے اور ہر دین والے کا طبعی مقتضا ہے کہ اپنے دین کو باقی رکھنے اور شائع کرنے مین کوشش کرتا ہے - دنیا مین کوئی دین اور مذہب والی قوم ایسی نہین کہ اپنے دین اور مذہب کی حفاظت مین جان و مال سے کوشش نہین کرتی جو قومین دنیوی حیثیت سے مہذب سمجھی جاتی ہین انہون نے اسباب مین سب سے زیادہ حصہ لیا ہے چنانچہ پوپ جو دینی صیغہ کا افسر ہوتا ہے بجائے خود ایک مستقل رئیس ہے جس کو قومی اعانتون کے وجہ سے مالی ضرورتون مین سلطنت کے طرف کوئی احتیاج نہین باوجود اس کے سنا جاتا ہے کہ ہندوستان کے خزانہ سے پچاس لاکھ روپیہ دینی تعلیم مین صرف ہوتا ہے حالانکہ اصلی باشندگان ملک کو اس تعلیم سے کوئی تعلق نہین اسی طرح ہندوؤن کی مذہبی تعلیم ہندوستانیون

شائع اور ذائع ہے اس مشاہدہ سے ثابت ہے کہ ہر قوم اور ہر سلطنت خواہ مہذب ہو یا غیر مہذب
اپنے دین اور مذہب کی قدردان ہے اور اسکی حفاظت اور اشاعت مین دریغ نہین کرتی۔
برخلاف اُنکے ہمارے حضرات اہل سنت وجماعت سلمہم اللہ تعالی۔ اسکو چندان ضروری نہین سمجھتے
چنانچہ اس پر قرینہ یہ ہے کہ تہوڑے ہی سال پہلے ہندوستان مین بہت سے دینی مدارس قایم تھے
اور اب صرف معدودے چند رہ گئے ہین جنکا شمار انگلیون پر ہوسکتا ہے اور اونکی بھی یہ حالت
ہے کہ اگر دنیوی مدارس کے ساتھہ اونکا موازنہ کیا جائے تو ہر لحاظ سے کالعدم سمجھے جائینگے اس سے
ظاہر ہے کہ جو مذہب اس کس مپرس حالت مین ہو اوسکا انجام کیا ہوگا۔
اسی کو دیکھہ لیجئے۔ کہ عموماً اہل اسلام باشندگان ہند و دکن اہل سنت وجماعت تھے
اور اسی چالیس پچاس سال کے عرصہ مین کتنے مذاہب باطلہ بن گئے۔ انمین جتنے فرقہ مختلف
نامون سے پکارے جاتے ہین سب اہل سنت وجماعت سے نکلے ہوے لوگ ہین کیونکہ
اُنمین نہ ہنود و شریک ہوسے نہ یہود و نصاری نہ شیعہ اس سے ظاہر ہے کہ جسقدر ان مذاہب
باطلہ کی مردم شماری ہے وہی تعداد اُن اشخاص کی ہے جو ہمارے مذہب سے خارج ہوگئے ہین
اور روز بروز انکی تعداد بڑہتی اور سنیون کی تعداد گہٹتی جاتی ہے۔ اگر ہمارے کثیر التعداد قوم متوجہ
ہوتی تو کیا ممکن تہا کہ یہ چہوٹے چہوٹے فرقے ہمارے عزیز و اقارب کو ہم سے چہین سکتے۔
یہ بات پوشیدہ نہین کہ مذہب کی حفاظت اور اشاعت اس زمانہ مین صرف علماے
متعلق ہے کیونکہ ہر مذہب وملت والا شخص اپنے مذہب کی ترقی چاہتا ہے اور اکثر مذہب کے
عالم مثل آریہ وغیرہ جاہلون پر اُنکے مذہب کی خرابی اپنے مذہب کی عمدگی تحریر و تقریر سے

ثابت کرتے رہتے ہین اگر انکا جواب مذہب کی طرف سے نہ دیا جائے تو چہلا تو کیا متوسط درجہ کے علما بھی متنزلزل ہوتے جاتے ہین۔ اگر اعلیٰ درجہ کے علما مذہب مین نہون جو ہر قسم کے اعتراضون کے جواب دیسکین۔ تو ظاہر ہے کہ آریہ وغیرہ جو ہر فن مین کمال حاصل کرتے ہین۔ اقسام کے اعتراض کرکے مذہب کو اہل مذہب کے خیالون مین کم وقعت بلکہ بے اصل ثابت کردینگے جس سے مذہب کا باقی رہنا ممکن نہوگا اسی وجہ سے حدیث شریف مین ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم موت العالم ثلمۃ فی الاسلام کذا فی کنز العمال یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عالم کی موت اسلام مین ایک رخنہ ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جب تک اُس عالم کا کوئی جانشین نہ ہو اس رخنہ کا انسداد نہین ہوسکتا۔ اب زمانہ سابق اور حال کو صرف سرسری نظر سے دیکھئے تو معلوم ہوجائیگا کہ اُس زمانہ مین ایک ایک عالم کے جانشین اونکے صدہا شاگرد ہوتے تھے اور اب جو مشہور اور دین کی حفاظت کرنیوالے علما کا انتقال ہوتا ہے تو انکا قایم مقام ایک بھی نہین ہوتا حالانکہ ہر زمانہ مین مسلمانون کو علما کی اشد ضرورت ہے جیسا کہ اس حدیث شریف سے ثابت ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان مثل العلماء کمثل النجوم فی السماء یہتدی بہا فی ظلمات البر والبحر فاذا انطمست النجوم اوشک ان یضل الہداۃ کذا فی کنز العمال یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ علمار کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان مین ستارے جنسے جنگل اور سمندر مین لوگ راستہ پاتے ہین اگر ستارے نہ رہین تو جو لوگ راستہ پر ہین وہ بھی راہ گم کردینگے۔ اسکی وجہ ظاہر ہے کہ علماء ہی کے انفاس کی برکت ہے کہ ہر وقت جو شبہات اور وساوس شیاطین الجن والانس مسلمانون

کے دل مین ڈالتے رہتے ہین وہ دفع ہوجاتے ہین اگران حضرات کی صحبت میسر نہ ہو تو
اس تاریکی کے زمانہ مین بہت سے گمراہ ہوجائین۔ تائید دین مین ان حضرات کی
سعی مجاہدون کی کوشش سے کم نہین چنانچہ حدیث شریف ہے قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یوزن یوم القیامۃ مداد العلماء ودم الشہداء فیرجح علیہم مداد العلماء علے
دم الشہداء کذافی کنز العلما یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ علماء نے
جس سیاہی سے لکھا ہے وہ اور شہیدون کے خون قیامت کے روز وزن کئے جائینگے
اسوقت انکی سیاہی کاہی وزن غالب ہوگا۔ کیون نہو مجاہدون نے جو ملک اپنی جانبازی
سے فتح کیا تہا علماء کی جانفشانیون سے اس مین اسلام باقی رہتاہے یہی وجہ ہے کہ طالب
علم مجاہد فی سبیل اللہ سے بہی افضل ہے کماقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم طالب العلم افضل
من المجاہد فی سبیل اللہ کذافی کنز العمال اور دوسرے حدیث شریف مین ہے العلم
افضل عند اللہ من الصلوٰۃ والصیام والحج والجہاد فی سبیل اللہ تعالے کذافی کنز العمال
یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز اور روزہ اور حج اور جہاد
سے بہی افضل ہے اور یہ بہی حدیث شریف ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم العلم
افضل من العبادۃ کذافی کنز العمال یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ علم عبادت سے افضل
ہے اسکی وجہ دوسری حدیث شریف سے معلوم ہوتی ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
العلم حیوۃ الاسلام وعماد الدین۔ کذافی کنز العمال یعنے علم اسلام کی حیوۃ اور دین کا ستون
ہے ظاہر ہے کہ جس چیز سے اسلام کی حیات اور بقا متعلق ہو اس سے عبادت

کیون کر افضل ہوسکے کیونکہ کل عبادتون کا مدار اسلام ہی پر ہے اور اسلام کا مدار علم پر غرض کہ علم کی فضیلت جس قدر بیان کی جائے تہوڑی ہے اور جو حدیثین لکہی گئین مشتے نمونہ از خروارے ہین۔

ان تمام حدیثون سے مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر ہے کہ ہر زمانہ مین اہل اسلام علم کی تحصیل اور اوسکے باقی رکہنے کا اہتمام سب عباتون سے زیادہ کرین جس سے خدا و رسول کی خوشنودی حاصل ہو اب غور کیجے کہ جب یہ ضرورت اور فضیلت علم ہر زمانہ مین رہی ہے تو اس زمانہ مین کسقدر اوسکی ضرورت اور فضیلت جملہ عبادات پر ثابت ہوگی کیونکہ اس پرآشوب زمانہ مین علوم جدیدہ کی آندہی پرانی دینی خیالات کو درہم و برہم کرنے والی ہر طرف سے اوٹہہ رہی ہے آریہ اور ملاحدہ وغیرہ اعتراضون کی بوچہار ہمارے دین پر ہر طرف سے کر رہے ہین جن کے جواب سوائے چند علمار کے ہر عالم بہی نہین دیسکتا اور معترضون کی جماعتین اپنے قومی سرمایہ سے ترقی کرتی جاتی ہین ہمارے مقدس دین و مذہب کے افراد کو ہم سے چہین کر اپنے قبضہ مین لی رہی ہین برخلاف اونکے نامی گرامی علماء جو انتقال کرتے جاتے ہین اونکی جگہ نہ کوئی اونکا قایم مقام ہوتا ہے اور نہ اوس کی فکر قوم کی طرف سے کی جاتی ہے اگر یہی حالت اور چندے دور رہے تو آیندہ آنے والی نسلون کو ہمارا دین و مذہب پہنچنے کی کیا صورت ہوگی عموماً قوم کی کم توجہی سے دینی مدارس کی جو حالت ہے اظہر من الشمس ہے یہ بات واضح ہے کہ ہر مسلمان پر اسلام کا حق ثابت ہے جس کا کوئی انکار کر نہین سکتا اور حیات اسلام یعنے علم پر جو حالت گذر رہی ہے

اسوقت ہمارے پیش نظر ہے اور باوجود اس کے کہ ہماری قوم مین بفضلہ تعالیٰ اتنا تمول موجود ہے کہ آئندہ آنیوالی نسلون تک علم کو محفوظ رکھکر پہنچا سکتے ہین اگر ہماری کم توجہی سے خدانخواستہ حیات اسلام یعنے علم مفقود ہوجائے تو خدا ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو سخت شرمندگی اوٹھانی پڑے گی۔

بفضلہ تعالیٰ اسوقت تک ہماری قوم مین ایسے افراد بہ کثرت موجود ہین کہ اسلام کی برکت سے ہر کار خیر مین روپیہ صرف کرتے ہین۔ چنانچہ نئی مسجدین۔ پل۔ مسافرخانے گنبدین وغیرہ اکثر بنائی جاتی ہین اور کوچہ گرد فقیرون کو روپیہ بھی بہت دیا جاتا ہے مگر اس خیال والے حضرات بہت کم ہین کہ علم پر جسکو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حیات اسلام فرمایا ہے کیا گذر رہی ہے اور کس کس مپرس حالت مین پڑا ہوا ہے۔

مدرسہ دینیہ مین جو طلبہ دور و دراز سے سفر کرکے تحصیل علوم کے لئے آتے ہین مگر چونکہ آمدنی موجودہ اسقدر نہین کہ سو ڈیڑھ سو طلباء کے جمیع حوائج پورے ہوسکین اس لئے اونکو صاف جواب دیا جاتا ہے جس سے وہ محروم واپس ہوتے ہین حالانکہ یہہ لوگ وہ ہین جنکی کمال درجہ کی وقعت خدائے تعالیٰ کے نزدیک مسلم ہے جیسا کہ اس حدیث شریف سے ثابت ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الملائکۃ بیبسط اجنحتہا لطالب علم کذا فی کنز العمال یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ طالب علمون کے قدمون کے نیچے فرشتے پر بچھاتے ہین اور ایک حدیث شریف یہ ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرحبا لطالب العلم ان طالب العلم لتحفہ الملائکۃ

وتظله باجنحتها ثم يركب بعضها بعضاً حتى تبلغ سماء الدنيا من محبتهم لما يطلب كذا في كنز العمال
یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آفرین ہے طالب علم کو گھیرے ہوے اتنے فرشتے
اوسکے سر پر ہوتے ہین کہ آسمان تک پہنچ جاتے ہین یہ اوس چیز کی محبت کے سبب سے
ہے جسکو وہ طلب کرتا ہے یعنے یہہ قدر اوسکی علم کی وجہ سے ہوتی ہے اب دیکھئے کہ
جسکی یہ قدر عالم علوی مین ہو اوسکی پرورش مین روپیہ صرف ہو تو کیا عام کوچہ گرد فقراء
کو دینے اور پختہ مسجدین اور گنبدین بنانے کے برابر بھی اوسکا ثواب نہ ہوگا اور کیا
خدا و رسول کی خوشنودی جو اور امور خیر سے مقصود ہے اوس مین حاصل نہ ہوگی
بزرگان دین کا ارشاد ہے کہ انسان وہ ہے جو خیر الخیرین مین تمیز کرے یعنے جب دو قسم
کے نیک کام پیش ہون تو اون مین سے اوس کام کو پہچانکر اختیار کرے جو دونون مین
بہتر ہو دیکھئے حدیث شریف سے ثابت ہے کہ پانی کا صدقہ سب سے افضل ہے مگر جن شہرون
مین کہ پانی کے نل جاری ہین بخیال ثواب اگر کوئین کہدوائے جائین تو کیا شرعاً قابل
تحسین ہونگے خصوصاً ایسی حالت مین کہ دوسرا کار خیر جو دین مین اہم ہے در پیش ہو
اسی طرح اگر دار المساکین بنائے جائین جس مین اندہے لنگڑے وغیرہ معذور رکھے
جائین تو وہ کیا طالب علمون کی دار الاقامت سے وہ بہتر ہونگے ہرگز نہین اس لئے کہ
معذورون کو روزانہ اسقدر آمدنی ہے کہ صرف کہانے کپڑے پر دار المساکین مین
رہنے کو ہرگز پسند نہین کرتے بخلاف اونکے طلباء کو کسی قسم کا کہانا کپڑا مل جانے
تو وہ اوسکو جاگیر سمجھکر کمال درجہ کے ممنون ہوتے ہین یہہ علاوہ اوس کے اون کی

پرورشن سے اسلام کی حیات متصور ہے اور آیندہ آنے والی نسلون تک دین و مذہب پہنچانے کا ذریعہ ہین اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے جو غرض ہے یعنے اشاعت اسلام انہی سے پوری ہوتی ہے اب غور کیا جائے کہ اس زمانہ مین خیر الخیرین اور افضل دار المساکین ہوگا یا دار الاقامت محتاج طلبہ کا اور حدیث شریف ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما تصدق الناس بصدقۃ افضل من علم ینتشر کذا فی کنز العمال یعنے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کسی نے ایسا صدقہ نہین دیا جو علم کے پھیلانے سے افضل ہو۔ دیکھہ لیجئے اشاعت علم مین جو روپیہ صرف کیا جائیگا اوسکا ہر قسم کے صدقات سے افضل ہونا اس حدیث شریف سے ثابت ہے۔

تحصیل علوم کے خیال سے جو طلبہ مصائب شاقہ اوٹھاکر سفر دور و دراز اختیار کرتے ہین۔ ان حضرات نے تو اپنا حق اسلامی ادا کیا جو حق تعالی فرماتا ہے۔ فلولا نفر من کل فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقہوا فی الدین ولینذروا قومہم اذا رجعوا الیہم لعلہم یحذرون جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک جماعت مسلمانون کی علم سیکہنے کی غرض سے نکلے اور بعد تحصیل علم کے اپنی قومون مین واپس جاکر اونکو احکام اسلام معلوم کرائین جس سے اون کو خوف خدا پیدا ہو۔ جس طرح ان طلباء نے حق اسلام اپنے ذمہ کا ادا کیا اگر ہمارے ملک کے اہل خیر بھی اپنے ذمہ کا حق اسلام ادا کرین یعنے صرف زکوۃ اونکے اخراجات مین دیا کرین تو اونکو مدارس سے محروم واپس ہونے کی نوبت نہ آئیگی اور اس ضمن مین دو اسلامی حق ادا ہو جائینگے ایک زکوۃ دوسرا تائید اور ابقاء اسلام ایسے زمانہ مین

جو نہایت غریب اور کس مپرس حالت مین ہو رہا ہے۔
زکوۃ اسلام کا ایک ایسا ضروری اور مستحکم حق ہے کہ جسکو اسلام کا دعوی ہو
وہ اس سے ہرگز بری نہین ہو سکتا چنانچہ قرآن شریف مین ہے وَالَّذِيْنَ
يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى
بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ
لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ یعنے جو لوگ سونا اور چاندی
جمع کرتے ہین اور اوسکو خدا کی راہ مین خرچ نہین کرتے تو اونکو عذاب دردناک
کی خوش خبری سنادو جس وقت کہ اوس سونے چاندی کو دوزخ کی آگ مین
تپایا جائیگا پھر اوس سے اون کے ماتھے اور کروٹین اور اونکی پیٹھین داغی جائینگی
اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ ہے جو تم نے اپنے لئے دنیا مین جمع کیا تھا تو اپنے جمع
کئے کا مزہ چکھو اور احادیث جو اس باب مین وارد ہین بکثرت ہین چند حدیثین
یہان لکھی جاتی ہین۔ اخرج البخاری ومسلم وابوداؤد وابن منذر وابن ابی حاتم
وابن مردویہ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ
لَا يُؤَدِّيْ حَقَّهَا اِلَّا جُعِلَتْ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَفَائِحُ ثُمَّ اُحْمِيَ
عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ثُمَّ يُكْوٰى بِهَا جَنْبُهٗ وَجَبْهَتُهٗ وَظَهْرُهٗ

فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ فَيَرٰى سَبِيْلَهٗ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ كَذَا فِي الدُّرِّ الْمَنْثُوْرِ یعنے بخاری اور مسلم وغیرہ مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسکے پاس سونا وچاندی ہو اور وہ اوسکا حق ادا نہ کرے یعنی زکوۃ نہ دے تو قیامت کے روز اوسکی تختیان بناکر دوزخ کی آگ مین تپائی جائینگی پھر اوس سے داغ دیے جائینگے اونکے پہلو اور پیشانی اور پیٹھ پر یہ معاملہ اوسکے ساتھ پچاس ہزار برس تک ہوتا رہیگا جو قیامت کے دن کے مدت کا اندازہ ہے یہان تک کہ تمام لوگون کے مقدمات حساب کتاب وغیرہ کا فیصلہ ہو اوس کے بعد اگر وہ دوزخی ہو تو دوزخ مین ڈالاجائیگا اگر جنتی ہو تو جنت مین داخل ہوگا۔ وَاَخْرَجَ اَبُوْيَعْلٰى وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُوْضَعُ الدِّيْنَارُ عَلَى الدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمُ عَلَى الدِّرْهَمِ وَلٰكِنْ يُوَسِّعُ اللّٰهُ جِلْدَهٗ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ یہ خیال مت کرو کہ اوس مال سے داغ دیتے وقت دینار پہ دینار اور درہم پر درہم رکھاجائیگا بلکہ اوس شخص کا جسم اتنا چوڑا کیاجائیگا کہ ہر ایک درہم دوسرے درہم سے اور ہر دینار دوسرے دینار سے علیحدہ رہے۔

مقصود یہ ہے جس قدر بے زکوۃ مال زیادہ ہو عذاب کا احساس زیادہ ہو اور ابن
حجر رح نے زواجر مین یہ حدیث نقل کیا ہے عَنْ اِبْنِ مَاجَۃَ وَاللَّفْظُ لَہٗ وَالنَّسَائِیْ
بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ وَابْنُ خُزَیْمَۃَ فِیْ صَحِیْحِہٖ عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ
عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ لَا یُؤَدِّیْ
زَکٰوۃَ مَالِہٖ اِلَّا مُثِّلَ لَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ شُجَاعًا اَقْرَعَ حَتّٰی یُطَوَّقَ
بِہٖ عُنُقَہٗ ثُمَّ قَرَءَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتَاھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ھُوَ
خَیْرًا لَّھُمْ بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِہٖ
یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ الآیۃ وفی روایۃ مسلم مَنْ اَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَلَمْ
یُؤْتِ الزَّکٰوۃَ فَلَیْسَ بِمُسْلِمٍ یَنْفَعُہٗ عَمَلُہٗ نیز فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے جو شخص زکوۃ نہ دے قیامت کے روز اوسکا مال ایک زہریلے سانپ کی شکل
مین بناکر اوسکی گردن مین مثل طوق ڈالا جائیگا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہ آیہ پڑھی وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ جس کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگون
کو اللہ نے اپنے فضل سے مال دیا ہے اور وہ بخیلی کرتے ہین یعنے زکوۃ نہین دیتے
وہ یہ خیال نہ کرین کہ اونکے حق مین وہ بھلا ہے بلکہ بہت برا ہے قریب ہے کہ
قیامت کے دن اوس کا طوق اونکے گردنون مین ڈالا جائیگا غرضکہ مختلف طور پر
اوس مال سے عذاب دیا جائیگا اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص نماز پڑھے

اورزکوۃ نہ دے وہ مسلمان نہین اوسکو کوئی عمل نفع نہ دیگا۔ وروی احمد وابوداود والترمذی والدارقطنی أَنَّ امْرأتَيْنِ أَتَتَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي أَيْدِيْهِمَا سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهُمَا أَتُؤَدِّيَانِ زَكٰوتَهُ فَقَالَتَا لَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتُحِبَّانِ أَنْ يُسَوِّرَكُمَا اللّٰهُ سِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ قَالَتَا لَا قَالَ فَأَدِّيَا زَكٰوتَهُ كذا فی الزواجر یعنے ایکبار دو عورتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوئین جن کے ہاتہون مین سونیکے کنگن تھے حضرت نے اون سے پوچھا کیا تم اونکی زکوٰۃ دیتے ہو کہا نہین۔ فرمایا کیا تمہین یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دو آگ کے کنگن تمہین پہنائے کہا نہین۔ فرمایا تو اوسکی زکوۃ دیا کرو اور زواجر مین یہ روایت بہی ہے قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَصِّنُوْا أَمْوَالَكُمْ بِالزَّكٰوةِ وَدَاوُوْا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ رواه الطبرانی وابونعیم والخطیب یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مالون کیلئے زکوۃ سے قلعہ بناؤ یعنے زکوٰۃ دینے سے مال محفوظ رہتا ہے اور بیمارون کی دوا صدقہ سے کیا کرو اور زواجر مین یہ روایت ہے جسکا ترجمہ لکھا جاتا ہے کہ محمدؒ ابن یوسف رح کہتے ہین کہ چند تابعینؒ کے ساتھ وہ ابوسنان کی ملاقات کو گئے اونہون نے کہا کہ ہمارے ہمسایہ مین ایک شخص کا انتقال ہوگیا ہے چلو اوسکی تعزیت کرآئین جب ہم سب گئے تو دیکھا کہ ایک شخص زار زار رو رہا ہے اور بیقرار ہے بہت کچھہ تسکین

اور تسلی کی باتین کین مگر اوسکی حالتمین کچھ تغیر نہو آخر جب بہت اصرار کیا گیا
تو اوس نے بیان کیا کہ مجھے کیونکر تسکین ہو میرے بھائی پر تو صبح و شام عذاب ہو رہا ہے
ہم نے کہا کیا تم کو غیب کی بات معلوم ہوتی ہے کہا نہین لیکن واقعہ یہہ ہے کہ جب
مین نے اوس کو دفن کیا اور لوگ چلے گئے تو مین تھوڑی دیر ٹھیر ارہا اس عرصہ مین
اندر سے آواز آئی کہ ہاے لوگ مجھے اکیلا چھوڑ کر چلے گئے اور مین عذاب کی سختیان
اوٹھا رہا ہون حالانکہ مین نماز پڑھتا تھا اور روزے رکھتا تھا یہ سنکر مین بہت رویا
اور بے اختیار میرا جی چاہا کہ قبر کھول کر دیکھون جب مٹی نکالی تو دیکھا کہ اپنے بھائی
کے اطراف اگ دہک رہی ہے اور اوسکی گردن مین آگ کا طوق پڑا ہوا ہے اوسکا
طوق نکالنے کی غرض سے مین نے بے اختیاری سے ہاتھ بڑہایا چونکہ وہ فی الحقیقت
آگ تھی میرا ہاتھ جل گیا چنانچہ اوس نے ہاتھ دکھلایا کہ جلکر سیاہ ہو گیا تھا اوسکے
بعد مین مٹی اوس پر ڈال کر واپس آگیا اب بتائے کہ مجھے کیونکر تسکین ہو ہم نے
پوچھا کہ زندگی مین تمہارے بہائی کے کس قسم کے عمل تھے کہا کہ وہ زکوۃ نہین دیتا تھا
ہم نے کہا کہ حق تعالی نے اس آیہ شریفہ کی تصدیق کرادی جو ارشاد ہے

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

اور تمہارے بہائی پر قیامت سے پہلے عذاب شروع ہو گیا پھر ہم ابو ذر غفاری
رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس گئے اور یہ قصہ بیان کر کے پوچھا کہ یہود نصاری مرتے ہین

مگر اس قسم کا واقعہ کبھی سنا نہین گیا اونہون نے فرمایا کہ اون کے دوزخی ہونے مین کوئی شبہ نہین خدائے تعالے نے تمہین مسلمانون سے ایک شخص کی حالت دکھلادی تاکہ عبرت حاصل کرو حق تعالی فرماتا ہے فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِہٖ وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْھَا وَمَا اَنَا عَلَیْکُمْ بِحَفِیْظٍ بخاری اور مسلم وغیرہ مین اس مضمون کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے ساتھ ہی بعض قبائل عرب نے کہا کہ ہم نماز روزہ وغیرہ اوامر شرعیہ تو بجا لائینگے مگر صرف زکوٰۃ نہ دینگے اوسپر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اونسے جہاد کرنیکا ارادہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے لا الہ الا اللہ کہا اوسکی جان و مال محفوظ ہوگئی صدیق اکبر رضؓ نے دلائل قایم کئے جنکو عمرؓ وغیرہ صحابہ نے تسلیم کیا چنانچہ زکوٰۃ نہ دینے والے مسلمانون سے جہاد کیا گیا غرضکہ اسلام مین زکوٰۃ ایک ضروری اور لازمی حق ہے ۔

اگر انصاف سے دیکھا جائے تو جو نعمتین حق تعالی نے خاص مسلمانون کیلئے اوس عالم مین مہیا کر رکھی ہین جن کا ذکر جابجا قرآن شریف مین ہے ایسی بیش بہا ہین کہ اگر تمام مال بھی اونکے حاصل کرنیکے لئے خرچ کیا جائے تو کم ہے پھر وہ نعمتین چندروز کیلئے نہین بلکہ ابدالآباد اور ہمیشہ روزافزون رہینگی ایسی بیش بہا اور ہمیشہ رہنے والی نعمتین کا استحقاق حاصل کرنیکے لئے اگر چند سال تہوڑا تہوڑا مال بارگاہ کبریائی مین گذرانا جائے تو کونسی بڑی بات ہوگی پھر خدائے تعالی نے اپنے فضل

وکرم سے اوسمین آسانی اور تخفیف کس قدر کی ہے کہ اگر سو روپیہ مثلاً کسی کے پاس رہین تو صرف تین آنہ چار پائی ماہانہ کے حساب سے اپنے ہی مصالح قومی مین صرف کرین جسکا ذکر بتصریح قرآن شریف مین ہے اور اس حق کا مطالبہ کس نرمی اور تلطف سے فرماتا ہے کہ کیسا ہی بخیل ہو بشرط ایمان دل وجان سے اوسکے ادا کرنے پر راضی ہوجائے چنانچہ ارشاد ہے قولہ تعالی اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا یُضٰعِفْہُ لَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ وَاللّٰہُ شَکُوْرٌ حَلِیْمٌ یعنے اللہ کو قرض دوگے تو وہ دونا کرکے تمکو دیگا اور تمکو بخش دیگا اور اللہ شکر گزار یعنے قدر دان اور بردبار ہے۔

مصارف زکوۃ جو حق تعالی نے مقرر فرمائے ہین اونمین پہلے فقرا اور مساکین یعنے مفلسون اور محتاجون کا ذکر ہے۔ دیکھئے جب عام فقرا ومساکین کو اون کی پرورش کی غرض سے زکوۃ دینا بحسب آیہ شریفہ ضروری ہوا تو جو فقرا اور مساکین ایسے ہون جن سے علم دینی کی اشاعت اور دین کی تائید اور آیندہ آنیوالی نسلون کو علم اور دین پہونچانا متعلق ہو اونکی پرورش کسقدر ضرور ہوگی۔ دین کی حالت موجودہ یہ بات ثابت کررہی ہے کہ اسوقت دینی کامون مین اس سے بہتر اور ضروری کوئی کام نہین کہ طلبہ کی حوصلہ افزائی ہو جس سے جوق جوق طلبہ علوم دینیہ حاصل کرنیکے لئے آئین اور اپنے حوائج ضروریہ کی فکر سے فارغ البال ہوکر تحصیل اور اشاعت علوم مین ساعی رہین اور بحسب ضرورت متعدد مدرسے کہولے جائین۔ اور یہ کوئی

مشکل بات نہین فیصدی دو تین آنے دینے سے یہ سب کچھہ ہو سکتا ہے۔ غور
کیا جائے کہ ہم تک دین جو پہونچا ہے اوسکے قایم کرنے کے لئے ہمارے اسلاف
نے مال تو کیا اپنی جانین ہی دیدین تو کیا ہمارے نزدیک اوسکی اتنی ہی قدر ہو
کہ یہ دو تین آنے دیسکین اہل اسلام کی نسبت یہ خیال ہرگز نہین ہو سکتا
کہ اونکو دین کی اتنی بھی قدر نہین بلکہ اسمین ہم ہی لوگون کا قصور ہے اگر ہم اسلام
کی حالت موجودہ پوری پوری اون کے پیش نظر کر دین اور اشاعت علم کے فوائد
اور اسمین کس قدر خدا اور رسول کی خوشنودی ہے اونکے گوش گزار کرین تو پھر
دیکھئے کہ کس طرح توجہ اونکی اس طرف مبذول ہوتی ہے۔ اس کام کو انجام
دینے کے لئے سر دست واعظون کی ضرورت ہے جو مسلمانون
کے مجمعون مین جاکر اونکو دین کی حقیقت اور اوسکی
تائید کی ضرورت پیش نظر کر دین۔ التسعیٰ

مِنَّا وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰہِ وَمَا
تَوْفِیْقُنَا اِلَّا بِاللّٰہِ

فضیلت علم

چہل حدیث

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

چونکہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ جو شخص چالیس حدیثین یاد کرے تو اوسکا حشر علماء کے ساتھہ ہوگا اسلئے فضائل علم مین چالیس احادیث منتخب کرکے جمع کئے گئے ہین گو انکے سوا بھی اس باب مین بکثرت احادیث وارد ہین۔

(۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْعِلْمُ اَفْضَلُ مِنَ الْعِبَادَۃِ

؎ خط وابن عبد البر فی العلم ؎

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم عبادت سے افضل ہے۔

(۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْعِلْمُ حَیٰوۃُ الْاِسْلَامِ وَعِمَادُ الدِّیْنِ ؛ اَبُوالشَّیْخ ؛

کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم اسلام کی حیات اور دین کا ستون ہے۔

(۳) عَنْ اُمِّ ھَانِیٍٔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْعِلْمُ مِیْرَاثِیْ وَمِیْرَاثُ الْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ ؛ فر ؛

ترجمہ روایت ہے ام ہانی رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ علم میری اور مجھ سے سابق کے انبیاء کی میراث ہے۔

(۴) عَنْ سَلْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَوْمٌ عَلٰی عِلْمٍ خَیْرٌ مِّنْ صَلٰوۃٍ عَلٰی جَھْلٍ ؛ حل ؛

ترجمہ سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کے ساتھ سو رہنا بہتر ہے اوس نماز سے جو جہل کے ساتھ ہو۔

(۵) عَنْ وَاثِلَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلتَّعَبُّدُ بِغَیْرِ فِقْہٍ کَالْحِمَارِ فِی الطَّاحُوْنِ ؛ حل ؛

ترجمہ روایت ہے واثلہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت بغیر فقہ کے ایسی ہے جیسے گدھا چکّی سے باندھا جاتا ہے۔

(۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

ترجمہ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وَسَلَّمَ قَلْبٌ لَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ مِّنَ الْحِكْمَةِ كَبَيْتٍ خَرِبٍ فَتَعَلَّمُوْا وَعَلِّمُوْا وَتَفَقَّهُوْا وَلَا تَمُوْتُوْا جُهَّالًا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَعْذِرُ عَلَى الْجَهْلِ

؛ اِبْنُ السُّنِّيْ ؛

وسلم نے جس دل میں حکمت نہو وہ مثل ویران گھر کے ہے پس سیکھو اور سکھاؤ اور سمجھ پیدا کرو اور مت مرو حالت جہل میں کیونکہ اللہ تعالی عذر جہل قبول نہیں فرماتا ہے

(۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُيِّرَ سُلَيْمَانُ بَيْنَ الْمَالِ وَالْمُلْكِ وَالْعِلْمِ فَاُعْطِيَ الْمُلْكَ وَالْمَالَ لِاخْتِيَارِهِ الْعِلْمَ

؛ اِبْنُ عَسَاكِرَ۔ فر ؛

ترجمہ روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سلیمان علیہ السلام کو اختیار دیا گیا کہ چاہیں ملک و مال اختیار کریں یا علم انہوں نے علم اختیار کیا جسکے باعث انکو ملک بھی دیا گیا اور مال بھی ۔

(۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ شَيْءٍ طَرِيْقٌ وَطَرِيْقُ الْجَنَّةِ الْعِلْمُ

؛ فر ؛

ترجمہ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر چیز کے لئے ایک راستہ ہوتا ہے اور جنت کا راستہ علم ہے ۔

(۹) عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ترجمہ روایت ہے ابی ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

وَسَلَّمَ مَسْئَلَةٌ وَاحِدَةٌ يَتَعَلَّمُهَا الْمُؤْمِنُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ وَخَيْرٌ لَهُ مِنْ عِتْقِ رَقَبَةٍ مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِيلَ وَاِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ وَالْمَرْأَةَ الْمُطِيعَةَ لِزَوْجِهَا وَالْوَلَدَ الْبَارَّ بِوَالِدَيْهِ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ مَعَ الْاَنْبِيَاءِ بِغَيْرِ حِسَابٍ

؎ ابوبکر النقاش والرافعی فی تاریخہ ؎

وسلم نے ایک مسئلہ جو مسلمان سیکھے بہتر ہے اوسکے لئے ایک برس کی عبادت سے اور آزاد کرنے سے ایسے غلام کے جو اولاد سے اسمعیل علیہ السلام کے ہو اور طالب علم اور جو عورت کے فرمانبردار اپنے شوہر کی ہو اور جو لڑکا کہ ماں باپ کا فرمانبردار ہو یہ سب انبیا علیہم السلام کے ساتھ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونگے۔

فضیلت طالب علم

(۱۰) عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَاَنَسٍ وَغَيْرِهِمْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ

؎ عب ھب طص خط طس ؎

ترجمہ: روایت ہے حسین بن علی و انس و ابن عباس وغیرھم سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

(۱۱) عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَاءَ الْمَوْتُ

ترجمہ: روایت ہے ابوذر و ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب طالب علم کو موت آجاوے

لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَهُوَ عَلٰى هٰذِهِ الْحَالَةِ مَاتَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ؛ البزار ؛

اور وہ حالت طالب علمی مین ہوتو شہید مریگا ۔

(١٢) عَنْ سَخْبَرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ كَانَ كَفَّارَةً لِّمَا مَضٰى ؛ ت ؛

ترجمہ روایت ہے سخبرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کی طلب گذشتہ گناہون کا کفارہ ہے ۔

(١٣) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ ؛ حل ؛

ترجمہ روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو علم طلب کرے سو وہ حقتعالی کی راہ مین ہے جبتک لوٹے ۔

(١٤) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَالِبُ الْعِلْمِ تَبْسُطُ لَهُ الْمَلٰئِكَةُ اَجْنِحَتَهَا رِضًى بِمَا يَطْلُبُ ؛ ابن عساكر ؛

ترجمہ روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتے طالب علم کے لئے پر بچھاتے ہین بسبب رضامندی اُس چیز کے جسکو اوسنے طلب کیا ۔

(١٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا تَعَلَّمَ بَابًا

ترجمہ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمان جب ایک باب علم کا

مِنَ الْعِلْمِ عَمِلَ بِهٖ اَوْ لَمْ يَعْمَلْ بِهٖ كَانَ اَفْضَلَ مِنْ اَنْ يُّصَلِّيَ اَلْفَ رَكْعَةٍ تَطَوُّعًا ؛ ابن لال ؛

سیکھتا ہے خواہ اوسپر عمل کرے یا نکرے سو یہہ صرف سیکھنا ہزار رکعت نفل پڑہنے سے افضل ہے ۔

(۱۶) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَالِبُ الْعِلْمِ اَفْضَلُ مِنَ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؛ فر ؛

ترجمہ روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طالب علم خدا کی راہ مین جہاد کرنے والے سے افضل ہے ۔

(۱۷) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ انْتَعَلَ لِيَتَعَلَّمَ عِلْمًا غُفِرَ لَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّخْطُوَا ؛ الشیرازی ؛

ترجمہ روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص طالب علم کی غرض سے نکلنا چاہے تو قدم رکھنے کے پہلے جوتا پہنتے ہی گناہون کی مغفرت ہو جاتی ہے

(۱۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَاءَ اَجَلُهٗ وَهُوَ يَطْلُبُ الْعِلْمَ لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّبِيِّيْنَ اِلَّا دَرَجَةُ النُّبُوَّةِ ؛ طس ؛

ترجمہ روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکی موت طالب علمی کی حالت مین آجاوے تو حق تعالی سے وہ ایسی حالت مین ملیگا کہ اوسمین اور نبیون مین سوا درجہ نبوت کے اور کوئی فرق نہوگا ۔

ترجمہ	
(۱۹) عَنْ حَسَّانَ بْنِ اَبِیْ سِنَانٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَالِبُ الْعِلْمِ بَیْنَ الْجُھَّالِ کَالْحَیِّ بَیْنَ الْاَمْوَاتِ ؛ العسکری فی الصحابہ وابو موسیٰ فی الذیل ؛	روایت ہے حسّان بن ابی سنان سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طالب علم جاہلون مین ایسا ہے جیسے زندہ مردون مین ۔
(۲۰) عَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْعَالِمُ اَمِیْنُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ ؛ ابن عبد البرّ فی العلم ؛	روایت ہے معاذ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم زمین پر اللہ کا امین ہے ۔
(۲۱) عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْعُلَمَآءُ مَصَابِیْحُ الْاَرْضِ وَخُلَفَاءُ الْاَنْبِیَاءِ وَوَرَثَتِیْ وَوَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ ؛ عد ؛	روایت ہے علی کرم اللہ وجہہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء زمین کے چراغ اور انبیاء کے خلیفے اور میرے اور دوسرے نبیون کے وارث ہین ۔
(۲۲) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ	روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء انبیا کے وارث ہین

يُحِبُّهُمْ اَهْلُ السَّمَاءِ وَيَسْتَغْفِرُ لَهُمُ الْحِيتَانُ فِي الْبَحْرِ اِذَا مَاتُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؛ ابن البخار ؛

جنکو آسمان والے دوست رکھتے ہین اور جب وہ مرتے ہین تو قیامت تک دریا مین مچھلیان اونکی مغفرت کی دعا کرتے ہین۔

(۲۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اجْتَمَعَ الْعَالِمُ وَالْعَابِدُ عَلَى الصِّرَاطِ قِيْلَ لِلْعَابِدِ اُدْخُلِ الْجَنَّةَ وَتَنَعَّمْ لِعِبَادَتِكَ وَقِيْلَ لِلْعَالِمِ قِفْ هٰهُنَا وَاشْفَعْ لِمَنْ اَحْبَبْتَ فَاِنَّكَ لَا تَشْفَعُ لِاَحَدٍ اِلَّا شُفِّعْتَ فَقَامَ مَقَامَ الْاَنْبِيَاءِ

؛ ابو الشيخ فى الثواب ؛

ترجمہ روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عالم اور عابد صراط پر ملینگے تو عابد سے کہا جایگا کہ جنت مین چلا جا اور عبادت کے سبب سے جنت مین عیش کر اور عالم سے کہا جائیگا کہ یہان ٹھہر اور جس سے محبت رکھتا ہی اوسکی شفاعت کر جسکی شفاعت تو کریگا قبول کیجائیگی چنانچہ وہ انبیا کے مقام مین کھڑا ہوگا۔

(۲۴) عَنْ اَنَسٍ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَاَبِي الدَّرْدَاءِ وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْزَنُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِدَادُ الْعُلَمَاءِ وَدَمُ الشُّهَدَاءِ فَيَرْجَحُ مِدَادُ الْعُلَمَاءِ

ترجمہ روایت ہی انس و عمران و ابی الدرداء و نعمان رضی اللہ عنہم سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن سیاہی علما کی اور خون شہیدون کا ملیگا اور علما کی سیاہی کا وزن

عَلیٰ دَمِ الشُّهَدَا ؛ الشیرازی والموھبی و ابن عبد البر و ابن الجوزی فی العلل ؛		شہیدون کے خون سے بڑھ جائیگا ۔
(۲۵) عَنْ علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَالِمٌ یَنْتَفِعُ بِہٖ خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ ؛ فر ؛	ترجمہ	روایت ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عالم جس سے نفع ہو بہتر ہے ہزار عابد سے ۔
(۲۶) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَاحِبُ الْعِلْمِ یَسْتَغْفِرُ لَہٗ کُلُّ شَیْءٍ حَتَّی الْحِیْتَانُ فِی الْبِحَارِ ؛ ع ؛	ترجمہ	روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز عالم کے مغفرت کی دعا کرتی ہین یہانتک کہ مچھلیان دریا مین ۔
(۲۷) عَنْ اَبِی اُمَامَۃَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِی عَلٰی اَدْنَاکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ وَمَلٰئِکَتَہٗ وَاَھْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرَضِیْنَ حَتَّی النَّمْلَۃَ	ترجمہ	روایت ہے ابی امامہ رضہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم مین سے کسی ادنی شخص پر یقیناً اللہ تعالی اور فرشتے اور آسمان و زمین والے یہان تک کہ چونٹی اپنی

فِي جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوْتَ لَيُصَلُّوْنَ عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ؛ ت

حدیث

سوراخ مین اور مچھلیان لوگونکو اچھی بات سکھانے والے کے حق مین دعا کرتے اور رحمت بھیجتے مین۔

(٢٨) عَنْ وَاثِلَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ شَيْءٍ اَقْطَعُ لِظَهْرِ اِبْلِيْسَ مِنْ عَالِمٍ يَخْرُجُ فِيْ قَبِيْلَةٍ؛ فر

ترجمہ روایت ہے واثلہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چیز ابلیس کی پیٹھ توڑنے مین زیادہ اثر نہین رکھتی اس عالم سے جو کسی قبیلہ مین پیدا ہو۔

(٢٩) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجَالَسَةُ الْعُلَمَاءِ عِبَادَةٌ؛ فر

ترجمہ روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالمون کے ساتھ بیٹھنا عبادت ہے۔

(٣٠) عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْرِمُوا الْعُلَمَاءَ فَاِنَّهُمْ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ فَمَنْ اَكْرَمَهُمْ فَقَدْ اَكْرَمَ اللهَ وَرَسُوْلَهُ؛ خط

ترجمہ روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالمون کی بزرگی کرو اسلئے کہ وہ نبیون کے وارث ہین جسنے اون کی بزرگی کی خدا اور رسول کی بزرگی کی۔

(٣١) عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةٌ مِنْ عَالِمٍ مُتَّكِئٍ عَلَى فِرَاشِهِ

ترجمہ روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عالم کہ ٹیکا لگائے ہوئے اپنی بستر پر اپنے علم مین ایک ساعت

حدیث

يَنظُرُ فِي عِلْمِهِ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ الْعَابِدِ سَبْعِينَ عَامًا؛ فر

غور کرے سو وہ عابد کے ستر برس کی عبادت سے بہتر ہے۔

(۳۲) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رض قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ سَبْعِينَ دَرَجَةً مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَةٍ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ

ع ؛

ترجمہ

روایت ہے عبد الرحمن بن عوف رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فضیلت عالم کی عابد پر ستر درجے ہے ہر درجہ مین اتنی مسافت ہے جتنی آسمان و زمین مین ہے۔

(۳۳) عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَقْبَلَ الْعُلَمَاءَ فَقَدِ اسْتَقْبَلَنِي وَمَنْ زَارَ الْعُلَمَاءَ فَقَدْ زَارَنِي وَمَنْ جَالَسَ الْعُلَمَاءَ فَقَدْ جَالَسَنِي وَمَنْ جَالَسَنِي فَكَأَنَّمَا جَالَسَ رَبِّي ؛ الرافعی ؛

ترجمہ

روایت ہے بہز بن حکیم سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس نے علما کا استقبال کیا اُسنے میرا استقبال کیا اور جس نے علما سے ملاقات کی اوسنے مجھ سے ملاقات کی اور جو علما کے ساتھ بیٹھا وہ میرے ساتھ بیٹھا اور جو میرے ساتھ بیٹھا گویا وہ میرے رب کے ساتھ بیٹھا۔

(۳۴) عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ رض قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ

روایت ہے معاذ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

مَنْ عَلَّمَ عِلْمًا فَلَهٗ اَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهٖ لَا يَنْقُصُ مِنْ اَجْرِ الْعَامِلِ

جو علم سکہاوے اوسکو ثواب اوس شخص کا ہی جو اوسپر عمل کرے اور عمل کرنے والے کا ثواب کچہہ کم نہوگا ۔

(۳۵) عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ رض قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَلَّمَ اٰيَةً مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ اَوْ بَابًا مِّنْ عِلْمٍ اَنْمَى اللّٰهُ اَجْرَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؎ ابن عساکر ؎

ترجمہ روایت ہے سعید رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی قرآن شریف کی ایک آیت یا کوئی باب علم کا کسیکو سکہلاوے تو حق تعالیٰ اُسکا ثواب قیامت تک بڑہاتا جائے گا ۔

(۳۶) عَنْ سَمُرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصَدَّقَ النَّاسُ بِصَدَقَةٍ اَفْضَلَ مِنْ عِلْمٍ يُّنْشَرُ ؎ طب ؎

ترجمہ روایت ہے سمرہ رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی صدقہ علم کی اشاعت سے بہتر نہین ہے ۔

(۳۷) عَنْ اَبِیْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُغْدُ عَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا اَوْ مُسْتَمِعًا اَوْ مُحِبًّا وَلَا تَكُنِ الْخَامِسَ فَتَهْلِكَ الزار ؎ طس ؎

ترجمہ روایت ہے ابی بکر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہو تو عالم یا علم سیکہنے والا یا سننے والا یا دوست اوسکا اور پانچوین قسم سے مت ہو کہ ہلاک ہوجائیگا ۔

(۳۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

ترجمہ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْعِلْمُ دِیْنٌ وَالصَّلٰوۃُ دِیْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ هٰذَا الْعِلْمَ وَكَیْفَ تُصَلُّوْنَ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ فَاِنَّكُمْ تُسْاَلُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؛؛ فر ؛؛

کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم دین ہے اور نماز بھی دین ہے تو دیکھو کہ تم اُس علم کو کیسے شخص سے سیکھتے ہو اور یہہ نماز کیسی ادا کرتے ہو کیونکہ تم سے قیامت کے دن اوسکا سوال ہوگا۔

(۳۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خِیَارُ اُمَّتِیْ عُلَمَاؤُهَا وَخِیَارُ عُلَمَائِهَا رُحَمَاؤُهَا اَلَا وَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیَغْفِرُ لِلْعَالِمِ اَرْبَعِیْنَ ذَنْبًا قَبْلَ اَنْ یَّغْفِرَ لِلْجَاهِلِ ذَنْبًا وَاحِدًا اَلَا وَاِنَّ الْعَالِمَ الرَّحِیْمَ یَجِیْئُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَاِنَّ نُوْرَهٗ قَدْ اَضَاءَ یَمْشِیْ فِیْهِ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ كَمَا یُضِیْئُ الْكَوْكَبُ الدُّرِّیُّ

ترجمہ روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت کے وہ لوگ بہتر ہین جو علما ہین اور علما مین وہ بہتر ہین جو رحم دل ہین اور حق تعالے عالم کے چالیس گناہ بخش دیتا ہے قبل اسکے کہ جاہل کا ایک گناہ بخشے رحم دل عالم قیامت کے دن اوس شان سے آئیگا کہ نور اُسکا مشرق و مغرب تک روشن ہوگا جیسے کوئی ستارہ روشن ہوتا ہی اور وہ اوس نور مین راہ طے کریگا۔

حدیث

؛ حل خط ؛

(۴۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاحَسَدَ وَلَا تَمَلُّقَ اِلَّا فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ ؛ عد هب والخطیب ؛

ترجمہ روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے طلب علم کے حسد اور خوشامد کسی چیز میں نکرنا چاہیئے۔

یہ چالیس حدیثین کنز العمال سے نقل کی گئی ہین اور جو رموز کہ مذکور ہین اونکی تفسیر یہ ہے۔

ت ترمذی حل ابونعیم فی الحلیہ خط خطیب د ابوداؤد
ص سعید بن منصور ط ابوداود طیالسی طب طبرانی فی الکبیر
طس طبرانی فی الاوسط ع ابویعلی عد ابن عدی فی الکامل
فر دیلمی فی الفردوس ك حاکم لا ابن ماجہ هب بیہقی فی شعب الایمان

احادیث موصوفہ سے ظاہر ہوئی کہ علم ایک دینی حق ہے اسمین دنیا سے کوئی تعلق نہین یہہ بات اور ہے کہ اوسکے ضمن مین دنیا حاصل ہو جائے جیسا کہ تجربہ اور ساتوین حدیث سے ظاہر ہے یہ نہین ہوسکتا کہ علم صرف دنیا کی غرض سے حاصل کیا جائے اور اسپر اُن فضائل و ثواب کی توقع کیجائے جنکا وعدہ دیا گیا ہے وہ وعدہ کا ایفا تو جبھی ہو کہ نیت مین للّٰہیت اور خلوص بھی ہو جیسا کہ حدیث شریف اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ سے اور آیۂ شریفہ مَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِیْ حَرْثِهٖ

ومن كان يريد حرث الدنيا نؤته منها وما له فى الآخرة
من نصيب سے ظاہر ہے البتہ یہہ بات قابل غور ہے کہ عربی علوم پڑھنے
کے بعد وہی دنیاوی ترقی بھی کرسکتا ہے یا نہین - جنکی نظر تاریخی کتابون پر ہے
وہ جانتے ہین کہ ہر زمانہ مین علمانے کیسی کیسی ترقیئن کین بلکہ اگر کُلیتہ نہین تو اکثر
یہہ تو کہہ سکتے ہین کہ جب کسی نے ابتدائے ترقی کی وہ شخص عالم تھا گو بوجہ اشتغال
دنیاوی اوسکا نام طبقات علما مین نہ لکھا گیا ہو کیونکہ علوم عربیہ مین بعض وہ علوم
ہین جو صرف قوت فکریّہ کو بڑہانے اور ہر قسم کے مطالب سوچنے اور صحیح
مقصود نکالنے مین مدد دیتے ہین اور بعض دائرۂ خیال کو وسیع کرتے ہین
اور عموماً ترتیب تعلیم و انتخاب کتب درسیہ مین یہہ لحاظ رکھا گیا ہے کہ قوت
فہم بتدریج ترقی پذیر اور دقت پسند و نکتہ رس ہو جاے یہہ امر ظاہر ہے کہ جب
کئی سال تک ذہن سے وہ کام لیا جاے جس سے روز بروز قوت بڑھے اور صفائی
پیدا ہو تو کس اعلیٰ درجہ کی قوت پر ہوگا پھر کیا باوجود اس مشّاقی کے کسی کام مین
رُکیگا ہرگز نہین بلکہ بذریعہ اون قواعد کے جسکا مشق ایک مدّت تک کیا ہے کامیاب ہی
ہوگا یہہ بات اور ہے کہ قسمت یاری ندے اسمین تو وہ لوگ بھی برابر ہین جنھون نے
عمر بھر دوسرے فنون و ذرایع دنیاوی حاصل کئے اور بقوت شبینہ محتاج ہین
لیکن باینہمہ عالم اورون سے بڑھا ہوا ہی رہیگا دیکھ لیجئے کسی اجنبی ملک سے
کوئی عالم آجاتا ہے بحسب مدارج علم لوگ اوسکی تعظیم و توقیر کرنے لگتے ہین

نہ اوسکو اس بات کے حاصل کرنیمین مال کی ضرورت ہوتی ہے نہ شان وشوکت
کی غرض عالم اگر خاص فقر وفاقہ مین بھی رہے کسی ایک قوم کا سردار اور اونمین
معزز بنا رہے گا اور اوسکو وہ وجاہت ہوگی جو دوسرون کو نہوگی اور ظاہر ہے
کہ وہ وجاہت ترقی دنیا کا اگر مقصود اصلی نہین تو رکن اعظم ہونے مین کلام
نہین۔ غرض علوم عربیہ ترقی دنیاوی کے لئے بھی کمال درجہ کی ممد ومعاون ہین۔
اب اہل دانش سمجھہ سکتے ہین کہ وہ شئے جسکو دین مین وہ وقعت اور دنیا مین
وہ شوکت ہو تو کسقدر اوسکے حاصل کرنیمین سعی وجانفشانی کرنا چاہیئے۔
حق تعالی اہل اسلام کو توفیق دے کہ تحصیل علوم مین سعی کرکے مدارج دارین
حاصل کرین اور جو خود حاصل نہ کرسکین تو اتنا کرین کہ اون مدارس مین جہان
تدریس اپنے علوم کی ہوتی ہے تائید دین اور بمفحوائے
حدیث شریف اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ
اس ثواب مین شریک ہون۔

تمت

الحج للّٰہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

امّابعد اگر ابتدائے اسلام پر نظر ڈالی جائے تو پہلے پہل وہی لوگ پیش نظر ہو جائینگے جن کو دنیا کی بے انتہا لذتون سے صرف سوکہی روٹی اور وہ بہی کئی کئی فاقون کے بعد اور پیوند لگے ہوئے کپڑون نے قانع کر دیا تہا اور اُن کے سچے اعتقادون نے اُن کے حسرت بھرے دلون کو عیش وعشرت دائمی کے مزے دکہا دکہا کے کچھ ایسا پُرجوش اور قوی بنا دیا تھا کہ مخالفت نفس کی کڑی کڑی منزلین طے کرنا اُنہین ایسا تہا جیسے کوئی ہجران نصیب عاشق اپنے معشوق کے گھر جاتا ہے۔ اور اگر مالدار اور دولتمند بہی کہین نظر آجائینگے تو وہ بہی اس قسم کے ہونگے جنہون نے مال وعزت بلکہ جان بہی خدا اور رسولؐ پر قربان کرنے کو ذریعہ اس دولت عظمےٰ کے حاصل کرنیکا بنایا ہوگا جیسے

انہون نے اس راستہ مین قدم رکھا نہ کبھی فقر و فاقہ کا خیال انہین مانع ہوا نہ کبھی اندیشہ جان کا اُن کی اس آزادانہ رفتار مین لغزش پیدا کرسکا باوجود اسکے ان حضرات کے دل مین فقیری کی ایسی عظمت و وقعت تہی کہ اُسکو دولت بے زوال سمجھتے اور بے دریغ مال صرف کرکے اُس کے حاصل کرنیمین سعی کیا کرتے تھے۔ دیکھ لیجئے کہ خلفائے راشدین نے باوجود اس سلطنت کہ جن کے آگے بڑے بڑے سلاطین نامدار کی گردنین جھکی جاتی تہین کس محبت کے ساتھ فقر و فاقہ کو اختیار کیا تھا۔ اب کیا کوئی مسلمان اُنکی عقلون مین کلام کرسکتا ہے ہرگز نہین۔ بلکہ مین دعویٰ کرتا ہون کہ ہر ملت و مذہب والا جسکو ذری بہی عقل ہے وہ اُن کی کمال عقل و تدبیر کو ضرور تسلیم کرلیگا۔ اسوجہ سے کہ اُن کی عقلی کوششون نے ایک ایسے تہوڑے عرصہ مین جسمین لڑکا بہی بالغ العقل نہین ہوسکتا یعنی تیئس ۲۳ سال سے کم مدت مین اسلام کے جھنڈے شرق و غرب مین نصب کردیئے۔

ان حضرات نے دولت فقر کو جو ترجیح دی تہی یہ بھی اُسی کمال عقل کا نتیجہ تھا جس نے انہین قوی بنا دیا تھا۔ کیونکہ یہ بات بخوبی معلوم ہوگئی تہی کہ دولت دنیاوی کی کارسازیان اور ناز و نعمت کے کرشمے آدمی کو بودا اور خدا کی راہ مین جو سختیان پیش آتی ہین اُس سے ناکارہ بنا دیتی ہین اسلئے کہ جسقدر تمول اور تعلقات کی کثرت ہوتی ہے اسیقدر طبیعت کی پابندی زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ اور گویا ہر چیز کا تعلق ایک ایسا قید محکم ہو جاتا ہے کہ آدمی کو کسی ارادہ کی طرف بڑھنے نہین دیتا۔ اگر تاریخی کتابون مین

اس کی نظیرین تلاش کی جائین تو صدہا پیش نظر ہو جائینگی ۔ اس کو بھی جانے دیجئے ۔ اگر ہم خود اپنے ہمعصر مسلمانون کو دیکھین تو یقین ہے کہ اس دعوے کے ثبوت مین پھر کسی دلیل کی احتیاج باقی نہ رہیگی کیونکہ جدہر نظر اُٹھا کر دیکھئے اکثر وہی لوگ نظر آتے ہین کہ انہین تعلقات مین پھنسنے کی وجہ سے حج و زیارت کا کبھی انہون نے ارادہ بہی نہ کیا حالانکہ وہ اسلام کا ایک عالیشان رکن ہے ۔ اور آسانی بھی اسمین اسقدر کی گئی ہے کہ صرف ایک بار اُس کا ادا کرلینا عمر بھر کے لئے کافی ہو سکتا ہے ۔ اور اگر کسی کو حب ایمانی نے اس طرف کھینچ کر ارادہ کرا ہی دیا تو وہ تعلقات بجائے خود ایک قید محکم ہو جاتے ہین جس سے قدم اُٹھ نہین سکتا ۔ پھر اگر کسی نے مردانگی سے کام لیکر قطع تعلق کیا اور نکل کھڑا ہوا تو دل کا اندرونی تعلق مال و اسباب کے ساتھ اس بلا کا ہے کہ دیکھنے کو تو راہ طے ہو رہی ہے مگر دل کو کچھ حرکت اور جنبش نہین ۔ جیسے اسکے ساتھ پہلے لگاوٹ تہی اب بہی وہی ہے ۔ ہان اتنا تو فرق ہوا کہ پہلے ایک جا ے تہا اور اب دو جا ے منقسم ہوا ۔

ایسی حالت مین اگر مال و اسباب پر کوئی آفت آسمانی آگئی اور کسی قدر تلف ہو گیا یا لٹ گیا تو پھر حضرت دل کب کسی کے قابو مین آسکتے ہین ۔ اب تو وہین اڑے ہین جہان مال ہے ۔ اسیوجہ سے جب کبھی حج یا ملک عرب کا نام آجائے تو پہلے وہی مال یاد آجائیگا جو ایک بار قبضے سے نکل گیا تھا ۔ اور بجائے اسکے کہ شکریہ

اس سرزمین کا کرتے جسمین ایک بار حاضر ہونیسے دائمی شرافت حاصل ہوگئی)
علانیہ شکایت کرنے لگتے ہین۔ حالانکہ حق تعالی فرماتا ہے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ
مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ
وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا
إِلَيْهِ رَاجِعُونَ أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ
وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۔ یعنے البتہ ہم تم کو تہوڑے خوف سے
اور بہوک سے اور مال اور جان اور میوون کی کمی سے آزمائینگے اور صبر کرنے
والون کو خوشخبری سنادو جب اون پر مصیبت آپڑتی ہے تو بول اٹھتے ہین
کہ ہم اللہ ہی کے ہین ہم کو جس حال پر رکہنا چاہے رکھے اور ہم اوسی کے طرف
لوٹ کر جانے والے ہین۔ یہی لوگ ہین جن پر اون کے پروردگار کی شاباشیان ہین
اور رحمت ہے۔ اور یہی راہ راست پر ہین۔ انتہے

سفر حج مین اکثر مصائب کا سامنا ہوتا ہے مگر اوس پر جو لوگ صبر
کرتے ہین اس خیال سے کہ خدا کی راہ مین جارہے ہین تو کیسے کیسے انعامات
کے مستحق ہوتے ہین شاباشیان پاتے ہین اون پر رحمت نازل ہوتی ہے جن کی
کوئی حد نہین۔ اس سے بڑہ کر کیا ہو کہ خدائے تعالی خود اون کی توصیف فرماتا ہے
کہ ہدایت اور راہ راست پر یہی لوگ ہین۔ اب غور کیجئے کہ اس سفر مبارک مین جو تہوڑی
سی مصیبتین پیش آتی ہین وہ بھی اتفاقی طور پر اون پر اتنا وادیلا مچانا جس سے

دوسرے جانے والون پر برا اثر پڑے کس قدر خلاف مرضی خدا و رسول کے ہوگا
تعجب نہین کہ جتنے لوگ اون کی وجہ سے حج و زیارت سے محروم رہین اون کا وبال
انہی کی گردن پر ہو۔ ان حضرات نے شاید کبھی یہ خیال نہ کیا ہوگا کہ اسلام کے
صدقہ مین کیسی کیسی بیش بہا دولتین حاصل کین۔ اور آیندہ کے لئے توقع بھی ہے اگر
اس راہ مین کسیقدر مال قبضہ سے نکل گیا جس سے کئی حصہ زیادہ خود اپنے ہاتھ
سے تلف کر دیا۔ اور آفات سماویہ سے تلف ہو گیا ہوگا۔ اور وہ بھی مفت اور بلامعاوضہ
نہین بلکہ یقیناً اُسکا عمدہ عوض ملنے والا ہے۔ چنانچہ صحیح حدیث مین وارد ہے
جسکو منذری رح نے ذکر کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس قدر
اس راہ مین سختی اور ہرج زیادہ ہوگا اوسیقدر ثواب زیادہ ہوگا اور یہہ بھی فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک درہم اس راہ مین خرچ ہو تو دس لاکھہ
درہم کا ثواب ہوگا اب اگر کسی قدر مال اس راہ مین تلف ہو گیا تو اوسکو بھی خرچ ہی کے
مد مین داخل کر لیا جائے تو علاوہ اس ثواب کے صبر کا ثواب بھی ہوگا جسکا وعدہ قرآن
شریف مین کیا گیا ہے۔

اب اگر شکایت سننے والے حضرات اونسے اتنا اور بھی دریافت کر لیتے کہ اس
سفر مبارک مین کتنے لوگون کا مجمع ہوتا ہے۔ اور ان مین سے کتنے لوٹے جاتے ہین۔
اور لوٹے جانے کی کیفیت کیا ہے۔ آیا قطاع الطریق مجمع کر کے غارتگری کرتے ہین۔
یا کوئی شخص حاجی کو غافل پاکر فرودگاہ سے نظر بچا کر کوئی چیز اٹھا لے جاتا ہے۔

جس سے معلوم ہوجاتا کہ اگر خطر ہے تو یقینی ہے یا احتمالی اگر دریافت کرنا چاہین تو اسس قلت پر بھی ہزار ہا حج کئے ہوے لوگ ہندوستان مین مل سکتے ہین۔ جن سے یہ بات بخوبی معلوم ہوسکتی ہے کہ ہر سال لاکہون آدمیون کا مجمع ملک حجاز مین ہوتا ہے اور شاید کل سفر مین چالیس پچاس آدمیون کا مال جاتا ہوگا اور پانچ سات شہید ہوتے ہون گے۔ کیونکہ ہر سال جن حجاج سے ملاقات ہوتی ہے ان مین شاذونادر کوئی ہوگا جسکا ذاتی مال لٹا ہو یا عزیز و اقارب سے اس کے کوئی شہید ہوا ہو جس سے پوچھئے یہی کھے گا کہ ہمنے سنا یا دیکھا ہے۔ اس سے سمجھ سکتے ہین کہ اگر لوٹ گھسوٹ یا قتل وخون عام ہوتا تو بہت لوگ اپنا ذاتی واقعہ بیان کرتے۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ جہان لاکہون مختلف قومون کا مجمع ہوگا خواہ مخواہ اسس قسم کے واقعہ پیش آئین گے۔ اور اگر اسس کا بہی منشا دیکھا جائے تو حجاج ہی کی غلطی نکلیگی جس نے انہین جانی یا مالی ضرر پہونچایا۔ کیونکہ تجربہ سے ثابت ہے کہ یہ تمام خرابیان دو وجہ سے پیدا ہوتی ہین۔ ایک[1] بے احتیاطی۔ دوسرا[2] بخل۔ بے احتیاطی کی صورت یہ ہے کہ بعض لوگ قافلہ سے علحدہ ہوکر آگے پیچھے رہ جاتے ہین جن مین ہر قسم کا قابو قزاقون کو مل جاتا ہے۔ اگر یہ لوگ قافلہ کے ساتھ اپنے مقامون مین رہین تو کسی قسم کی مضرت پہونچنے کا احتمال نہین چنانچہ مجھے بھی بفضلہ تعالیٰ اس سفر مقدس کا چار بار اتفاق ہوا ہمیشہ یہی دیکھا کہ جب منزل مین اترتے ہین تو بعضے اندھیرے مین حد روشنی سے خارج ہوجاتے ہین اور صدمہ اٹھاتے ہین۔ اور بخل کی یہ صورت ہے کہ

بہاتہ بلا:

بات بات مین بدؤن کے ساتھہ کفایت شعاریان کرکے انہین کو اپنا دشمن بنا لیتے ہین جن سے صبح و شام کام پڑتا ہے ۔ اور چونکہ ان لوگون کی طبیعتون مین کمال درجہ کی سخاوت ہوتی ہے ۔ اور ظاہر ہے کہ سخی کو بخیل سے اور بخیل کو سخی سے ایک قسم کا جبلی بغض ہوا کرتا ہے ۔ اسلئے ان کے ساتھہ موافقت نہین ہوتی آخر بمقتضاے شجاعت جو لازمۂ ملک عرب اور صحرائیت ہے ایذارسانی کے درپے ہو جاتے ہین ۔ اگر اس تمام سفر مین جس کی مدت تقریباً ایک مہینا ہے ان کے حقوق مقررہ سے زیادہ آٹھہ یا دس روپیہ کا انکے ساتھہ سلوک کر دیا جائے تو کمال ممنونی سے اسقدر مطیع ہو جاتے ہین جس کا بیان نہین ۔ جہان جانا چاہین بے خوف چلے جائیے خود وہ مسلح ہو کر ساتھہ ہو لیتے ہین ۔ اور لکڑی پانی بروقت مہیا کر کے رات بھر حفاظت مین مصروف رہتے ہین ۔

مین ایکبار ینبع سے مدینہ منورہ جا رہا تھا ۔ کسی منزل مین ایک دوست کی ملاقات کو گیا جو ترک کے کبار علما سے بڑے تجربہ کار تھے ۔ انہون نے چاے کی تیاری کے لئے بدو سے کہا ۔ وہ فوراً بھرے ہوئی مشک لے آیا جو کہین چھپا رکھی تھی جب چاے تیار ہوئی ۔ نہایت خوشگوار تھی مجھے حیرت ہوئی کہ ہمارے ہان اس قسم کا پانی نہین ۔ یہہ کہان سے لایا ہوگا ۔ مین نے اُس سے دریافت کیا ۔ کہا کہ تھوڑے فاصلہ پر ایک کنوان ہے جس کا پانی اس قریب کے کنوئین سے میٹھا ہے خاص شیخ کے واسطے ہین وہان سے لایا ہون ۔ مجھے اور تعجب ہوا کہ

کس چیز نے اُسے ایسی خدمت پر آمادہ کر دیا ہے۔ جو اس مقام مین غلام بہی نہین کر سکتا۔ شیخ نے کہا کہ مین نے اُن تمام حقوق سے جو عموماً اہل قافلہ پر مقرر ہین۔ مدینہ منورہ تک پانچ روپیہ زیادہ دیئے ہین۔ جس سے یہ شخص اتنا آرام پہونچاتا ہے کہ غلام اور نوکر سے اس سفر مین ہرگز امید نہین۔ تجربون سے مجھے جب بدوُن کی طبیعت کا حال معلوم ہو گیا تو مین نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ نکلنے سے پہلے اپنے ساتھ والے بدوُن کی دعوت کر دی جو پچیس تیس اونٹ مین دس یا بارہ تھے اور سوا ے اُس ایک ریال خوراک کے جو کہ سرِشتہ مقرر ہے۔ ہر روز اپنے ساتھ کہانا کہلاتا۔ اور کبھی کبھی کچھ نقد بھی دے دیتا۔ اور ہر منزل مین اُن کو قہوہ دلا دیتا تھا جس سے بدوُن کا مجمع اور مفت کا پہرہ چوکی ہو جاتی۔ اور جہان ایک آدھ روز مقام کا اتفاق ہوتا ایک دُنبہ اونہین دلا دیتا۔ غرض اس تھوڑے سے صرف مین اتنا آرام اٹھایا۔ اور ایسی بے فکری سے گذری کہ اگر اس کا بیان کیا جائے تو ایک چھوٹی سی کتاب ہو جائے گی۔

صحیح حدیث شریف ہے جو منذری ؒ نے کتاب الترغیب والترہیب مین ذکر کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوا ے جنت کے حج مبرور کی اور کوئی جزا نہین۔ کسی نے پوچھا حج کی بر۔ یعنی نیکی کیا ہے فرمایا کہانا کہلانا اور بات نرم کرنی۔ اس صورت مین اگر صرف ساتھ کے خدمتی بدوون ہی کو کہانا کہلایا کرین اور اُن سے

اخلاقی برتاو کرین تو امید ہے کہ حج مبرور ہی ہو جاے۔ اور توقع سے زیادہ آرام حاصل ہو۔

الحاصل اس تدبیر سے آدمی ذاتی آرام اُٹھا سکتا ہے۔ اور اپنا مال نگاہ بچا کے لیجانے والون سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اب رہا غارتگرون کا صدمہ جو کبھی کبھی قافلہ پر آجاتا ہے۔ اس مین خرچ کرنے کی ضرورت نہین قافلہ والے بدو اُن کے مقابل ہو جاتے ہین۔ اور کسی نہ کسی تدبیر سے قافلہ کو نکال لیجاتے ہین۔ اس قسم کا اتفاق اول تو بہت ہی کم ہوتا ہے۔ اور کبھی جو ہوتا ہے تو اکثر ہنگامہ پرداز غلام وغیرہ ہوتے ہین اعلے درجہ کے لوگ اسمین شریک نہین ہوتے۔ ورنہ انداد اور مقاومت اُن کی قافلہ کے بدؤن سے دشوار ہوتی۔ کیونکہ اول تو اُن کی کثرت اسقدر ہے کہ اُنکے مقابل قافلے کے بدو کسی قطار و شمار مین نہین۔ دوسرے کل پہاڑیان اور دشوار گذار مقام سب انہین کے قبضے مین ہوتے ہین۔ اُن مین اکثر مقام ایسے ہین کہ اگر دس بندوقچی قافلہ کی گذرگاہ پر بیٹھ جائین تو ہزار مسلح سپاہیون کے ہتھیار کھلوالین۔ بڑی وجہ اُن کے شریک نہونے کی یہ ہے کہ قافلہ لیجانے والے بدو یا اُن کے قبیلہ والے ہوتے ہین۔ یا اُن کے حلیف جن کی حمایت اس قوم کے اصول پر ضروری ہے۔ چنانچہ اسی زعم پر قافلہ لیجانے کے وقت سرکار مین ایک ایسے شخص کو ضامن دیتے ہین جسکی وجاہت

تمام قبیلون مین مسلم ہوتی ہے اور اسی اطمینان پر ضامن ہی جسکو رہبر کہتے ہین قافلہ صحیح وسالم واپس آنے کے وقت تک بطیب خاطر نظر بند رہنے کو قبول کرلیتا ہے۔ یہ منجملہ اُن انتظامات کے ہے جو سلطنت کی جانب سے قافلہ کے ساتھہ متعلق ہے۔ پھر یہ جو بعض لوگ کہتے ہین کہ سرکار کی طرف سے کچھہ انتظام نہین سو بالکل غلط ہے۔ صرف اتنا ہی دیکھہ لیا جائے کہ جہان لاکھون آدمیون کا مجمع ہو کسقدر بدنظمی ہو سکتی ہے خصوصاً جہان ہتھیار بند وحشی اور ہر قسم اور ہر ملک کے لوگ جمع رہین۔ مگر الحمد للہ کہ باوجود اس کے صرافون کی دکانین عرفات اور منا مین برابر سر راہ لگی رہتی ہین۔ جہان نہ کوئی چیز حائل ہوتی ہے نہ کسی قسم کی روک ٹوک پھر کسی کی طاقت نہین کہ دست تعدی اُن پر دراز کرسکے۔ یا لین دین مین دوکاندار کسیکو کچھہ نقصان پہنچا سکین۔ بارہا دیکھا گیا کہ جب کسی دوکان پر روٹی یا دہی کا پیالہ وزن مقررہ سے کم ہوتا ہے تو محتسب جو ہر روز بازارون مین گشت کرکے ہر چیز کی تنقیح کرلیتا ہے۔ اُسکو جُرم سنگین قرار دیکر موجودہ روٹی اور اُن پیالون کو لقمہ مساکین کردیتا ہے اسی پر تمامی انتظامات کو قیاس کرلیجئے۔ اور پولیس کا یہ انتظام ہے کہ اس لاکھون آدمیون کے مجمع مین کبھی خانہ جنگی کی خبر سُنی نہین۔ اگر صرف اسی بات پر غور کیا جائے تو تمامی انتظام کا نقشہ اس سے پیش نظر ہو سکتا ہے۔

الغرض اگر ملکی انتظام کو دیکھئے تو زیادہ نہین تو اور ملکون سے کم بھی نہین۔

اور اگر بدؤن کے معاملہ کو دیکھئے تو تھوڑے ہی صرف مین حد سے زیادہ آرام پہنچ سکتا ہے - پھر احتمالی مضرتون کو سنکر جو لوگ اس دولت عظمے سے محروم رہتے ہین - سوائے کم قسمتی کے اور کیا سمجھا جائے جس کا علاج نہین - مگر بظاہر منشا اوسکا وہی تعلق دنیاوی سمجھا جائیگا - جس کا حال ابھی معلوم ہوا - اگر دل سے مال کی محبت کسیقدر دور کردین اور توکل بخدا اس راہ مین قدم رکھین تو یقین ہے کہ کسی قسم کا ضرر نہ پہونچے گا - مگر جب تک اس بات کا تجربہ نہو یقین کیونکر آئے - اس قسم کی بات البتہ وہ لوگ سمجھ سکتے ہین جنھون نے صدق دل سے توکل کیا اور اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُسکے برکات سے صدہا فوائد دینی و دنیاوی حاصل کئے - اور بہ طفیل و امداد حبیب کریم صلے اللہ علیہ وسلم جن مواقع مین احتمال مضرت و نقصان کا تھا فائدے اُٹھائے -

مال کی محبت جب تک آدمی کے دل مین ہو علاوہ نقصان اخروی دنیوی ضرر کا بھی اندیشہ ہے - اور اسیوجہ سے بعضے مسکین صورت مالدارون سے زیادہ ضرر اٹھاتے ہین - چنانچہ بارہا دیکھا گیا کہ بعض لوگ باوجودیکہ سرمایہ اسقدر رکھتے ہین کہ کرایہ کرسکین - مگر بخیلی کرکے اسکو کسی کے پاس امانت رکھ کے قافلہ کے ساتھ پیادہ چلتے ہین - اور جب تھک کر قافلہ سے کبھی علٰحدہ ہو جاتے ہین تو بدو لوگ اس خیال سے کہ اگر یہ شخص مفلس ہوتا تو اوسے قافلہ مین پناہ لینے کی کیا ضرورت تھی

پھلے دور ہی سے خبر لیتے ہین اور پھر اپنے مقصود کی تلاش کرتے ہین اور اکثر یہ بھی سنا گیا ہے کہ گودڑی اور جوتیون مین اشرفیان یا روپئے سی کر فقیرون کی صورت بناتے ہین۔ اور بعضے پاؤن مین بندھ کر اسپر چندیان لپیٹ لیتے ہین تا عذر لنگ ظاہر کرین۔ مگر بدو بھی چلتے پرزے ہین فوراً پہچان جاتے ہین کیونکہ ہزار ہا تجربے ان کو اس قسم کے ہوگئے ہین۔ غرضکہ ایسے بخیلون کی بد و خوب ہی خبر لیتے ہین۔

الحاصل یہ تمام مال اور اسکی محبت کی نکبت ہے۔ برخلاف اِن کے جو بالکل مسکین ہین۔ اُن کو نہ ارادہ کرنے کے وقت کوئی چیز مانع ہے نہ منزل مقصود کو پہنچنے مین کچھ خطر۔ جب چاہتے ہین آزادانہ وطن سے اُٹھ کھڑے ہوتے ہین اور دولتین لوٹتے ہین۔ اسی آزادی نے تعداد مساکین کو بڑھا دیا ہے چنانچہ مدینہ منورہ کے رہنے والون سے معلوم ہوا کہ ہر سال مساکین بہ نسبت اغنیا کے سہ چند زیادہ ہوتے ہین۔ ان سب مساکین کے سفر کا مدار ظاہر ابدؤن کی سخاوت پر ہے اگرچہ وہ اغنیا سے کسی قدر ان کی پرورش کا حق لے بھی لیتے ہین مگر جس قدر ان کی مہمانداری مین صرف ہوتا ہے شاید وہ مال دسوان حصہ بھی بہ نسبت مہمانداری کے نہوگا۔ کیونکہ سال بھر کی آمد و شد اتنے مساکین کی اور تکلف مہمانداری کا بقدر حوصلہ اگر دیکھا جائے تو معلوم ہو کہ جو کچھ فکر معیشت کیا کرتے ہین مقصود اصلی اُن کا یہی ہے کہ مہمانان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش ہو۔

جب یہ بات ثابت ہوجائے تو اغنیا کو چاہیئے کہ اگر کسیقدر مال اپنا بھی ان حضرات کے کام مین آجائے تو اوسکا شکریہ ادا کرین ۔ اور علامت حج مبرور سمجھین ۔

چونکہ مسلمانون کے دین کا اور اُن کی پرجوش طبیعتون کا لازمہ ٹھہرا ہے کہ کیسے ہی یقینی خطرناک مواقع کیون نہون دینی کامون مین جرأت کرلیتے ہین اور خیال تو کیا اگر خود موت بھی سامنے آجائے تو ہرگز نہین ٹلتے ۔ تو عجب بات ہے کہ ایک موہوم شبہہ سے ایسا عالیشان رکن اسلام ترک کردیا جائے ۔ اور اس سے زیادہ نادر یہ بات ہے کہ اسلامی ہمدردی کا شور ہر طرف سے اٹھ رہا ہے ۔ اور ہر شخص اسپر اپنی مستعدی ظاہر کررہا ہے ۔ مگر کسی کی زبان سے یہ نہین نکلتا کہ دینی امور کی پابندی بھی ضرور ہے ۔ یہ لوگ جہان اسلام کے مرثیئے خوش اسلوب پیرایہ اور غمگین لہجہ مین پڑھتے ہین کاش اس طرف بھی توجہ کرین تا مسلمانون کی عام توجہ کچھ اسطرف بھی ہوجائے ۔ حق تعالی سب کو توفیق نیک عطا فرمائے ۔

حج کرنے کے فضائل اور اوسکے ترک کی وعیدین جو وارد ہین جنکا ذکر انشاء اللہ تعالی آیندہ آئیگا اوسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ بعضے عبادتین صرف بدنی ہین جیسے نماز۔ روزہ وغیرہ اور بعضے صرف مالی ۔ جیسے زکوۃ صدقات وغیرہ اور حج دونون قسم کی عبادتون کا جامع ہے ۔ اسمین

فضائل حج

مال بھی خاطر خواہ خرچ ہوتا ہے اور سفر کی مصیبتین بھی جھیلنی پڑتی ہین سفر ایک ایسی مصیبت ہے کہ اوسکی وجہ سے چار رکعت کے دو رکعت کر دئے گئے جس سے ظاہر ہے کہ وہ باعث تخفیف عبادات ہے اور یہان سفر ہی عبادت ٹھیرایا گیا۔ ایسی مشقت کی عبادت پر مقتضائے رحمت الٰہی یہی تھا کہ اوسکا ثواب بھی حد سے زیادہ ہو یہی وجہ ہے کہ حج کے بعد آدمی کو اپنی مغفرت کا یقین کرنا چاہیئے۔ چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ جو شخص عرفات پر کھڑا ہو یعنے حج کے دن اور اوسکے خیال مین یہ بات ہو کہ اوسکی مغفرت نہین ہوی تو اوس سے بڑھکر گنہگار کوئی نہین۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ ایک روز مین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور مین مسجد منا مین بیٹھا تھا کہ دو شخص حاضر ہوئے ایک انصاری دوسرا ثقفی دونون نے سلام عرض کرکے کہا یا رسول اللہ ہم آپ سے کچھ پوچھنے کے لئے حاضر ہوئے ہین فرمایا اگر چاہتے ہو تو مین خود کہدون کہ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو ورنہ تمہی پوچھو انہون نے کہا حضرت ہی خبر دین تو بہتر ہے۔ انصاری نے ثقفی سے کہا تم عرض کرو انہون نے کہا یا رسول اللہ میری سوالات مع جوابات ارشاد فرمائے۔ حضرت نے فرمایا تم اس غرض سے آئے ہو کہ جب تم اپنے گھر سے بیت اللہ کے

ارادہ سے نکلو تو اوسکا تمھین کیا نفع ہوگا اور بعد طواف کے دو رکعت پڑھو تو کیا نفع ہوگا اور صفا مروہ کی سعی اور عرفات پر عرفہ کے روز کھڑے رہنے مین اور رمی جمرات اور قربانی اور افاضہ مین کیا کیا فوائد ہین۔ ان سوالات کو سنکر اوہون نے کہا اوس خدا کی قسم ہے جس نے آپ کو مبعوث کیا ہے انہین سوالات کے دریافت کی غرض سے مین حاضر ہوا تھا۔ پھر حضرت نے فرمایا جب تم اپنے گھر سے بقصد بیت الحرام نکلتے ہو تو تمہاری اونٹنی ایک ایک قدم اٹھا کر جو زمین پر رکھتی ہے تو ایک ایک نیکی تمہاری لئے لکھی جاتی ہے اور ایک ایک گناہ مٹایا جاتا ہے پھر طواف کے بعد دو رکعت پڑھو گے تو اوسکا ثواب ایسا ہے جیسے تم نے ایک غلام آزاد کیا جو اولاد اسماعیل علیہ السلام سے ہو اور صفا مروہ کی سعی کا ثواب ستر غلامون کے آزاد کرنے کے برابر ہے۔ پھر جب تم عرفات پر کھڑے ہوتے ہو تو خدا ے تعالی آسمان دنیا پر ہبوط کر کے فرشتون سے بطور فخر فرماتا ہے دیکھو میری بندے دور دور سے کیسے پریشان حال میری لئے آئے ہین اور اونکا مقصود فقط میری رحمت ہے اگر اونکے گناہ ریگستان کی ریگ کے برابر ہون یا بارش کے قطرون کے برابر یا کف دریا کے برابر ہون تو بھی اونکو مین نے بخشدیا اور اونکو ارشاد ہوتا ہے کہ اب تم لوٹو اس حالت مین کہ تمہاری مغفرت

ہو گئی۔ پھر جب تم رمی جمار کرتے تو ایک ایک کنکری کے ساتھ ایک
ایک گناہ کبیرہ جو مہلک ہے بخشدیا جاتا ہے۔ پھر تمہاری قربانی
کا ثواب خدائے تعالی کے پاس جمع رہیگا۔ پھر جب تم سر کے بال
منڈھواتے ہو تو ایک ایک بال کے بدلے مین ایک ایک نیکی ملتی ہے۔
اور ایک ایک گناہ مٹایا جاتا ہے۔ اور جب بیت اللہ کا طواف
کرو تو وہ طواف ایسی حالت مین ہوگا کہ تمہارا کوئی گناہ باقی نہ رہیگا۔
اور ایک فرشتہ کہیگا کہ اب از سر نو عمل شروع کرو تمہارے سب پچھلے
گناہ محو ہو گئے۔ انتہے۔

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جو شخص خدا کے
واسطے حج کرے اور اوسمین بیہودہ باتین اور فسق و فجور نکرے تو وہ گناہون
سے ایسا پاک ہو جائیگا جیسے ابہی پیدا ہوا۔ انتہے۔

اور فرماتے ہین جو شخص مناسک حج اداکرے اور مسلمان لوگ اوسکے
ہاتھ اور زبان سے سلامت رہین یعنی کسی کو ایذا ندے تو جتنے گناہ اوس نے
کئے سب معاف ہو جائینگے۔

اور فرماتے ہین حاجی جو مانگے اوسکی دعا قبول ہے قیامت کے روز وہ
اپنی قرابت کے چار سو شخصون کی شفاعت کریگا۔

انکے سوا ے فضائل حج مین اور بہی روایتین بکثرت وارد ہین جنسے ثابت ہوتا ہے

کہ حج مین کمال درجہ کی خوشنودی الٰھی ہے چونکہ بطیب خاطر مال خرچ کرنا اور
مصائب پر صبر کرنا مشکل کام تھا اسلیئے حق تعالی نے عمر بھر مین ایک ہی حج
مقرر فرمایا جس سے اہل ایمان کا امتحان مقصود ہے۔ بڑی افسوس کی
بات ہوگی کہ ھم عمر بھر دعوی عبودیت کرتے رہین اور تمام عمر مین ایک امتحان
عبودیت جو مقرر کیا گیا ہے اوس سے بہی گریز کر جائین اس سے تو یہ ثابت
ہوگا کہ وہ دعوٰی زبانی ہی زبانی تھا اسیوجہ سے متعدد حدیثون مین وارد ہے
کہ جو حج نکرے۔ خواہ وہ یہودی ہوکر مرے یا نصرانی خدا کو اوسکی کچھہ
پرواہ نہین۔

عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ میرا یہ قصد ہوتا ہے کہ لوگ شہرون
کو روانہ کئے جائین اور وہ دیکھ آئین کہ کن لوگون نے حج نہین کیا پھر اونپر جزیہ
مقرر کرون کیونکہ وہ مسلمان نہین ہین اسکو مکرر فرمایا اور فرمایا کہ اگر لوگ کسی سال
حج نکرین تو اون سے مین جہاد کرونگا جیسے نماز اور زکوٰۃ کے ترک کرنے والون سے
جہاد کرونگا انتھے۔

کئی طرح سے ثابت ہوتا ہے کہ حج صرف امتحان عبودیت کیلئے مقرر کیا گیا ہے
دیکھیئے جب احرام باندھا جاتا ہے تو غلام اور آقا بادشاہ اور رعیت سب ایک
لباس مین ہوتے ہین۔ سب سر برہنہ کمال خضوع اور خشوع کی حالت مین خوشبو
وغیرہ تنعم کی چیزون کے استعمال سے سب روکدئے گئے۔ کنگی تک کی ممانعت ہے

تاکہ امراو سلاطین بھی غلامون کی سی صورت بنائین اور لبّیک لبّیک کہتے
فقیرون کی طرح نعرے لگاتے ہوے اپنی مالک حقیقی کی حضوری مین جائین
اس سے سلاطین اور امرا کا امتحان ہو جاتا ہے کہ آیا اس ذلّت کو گوارا کرتے ہین
یا نہین۔ کفار ان امور کو ہرگز قبول نہین کر سکتے چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب
انجنیر نے پرچہ اتحاد عالم صفحہ ۲۳ مین طواف خانہ کعبہ اور حجر اسود کا بوسہ اور رمی جمار
اور حالت احرام کا ذکر کر کے لکہا ہے کہ "ملانہ اسلام مین یہہ سب امور ایسے اور بھی طوفان
بے تمیزی اور بد تہذیبی بہت سے ہین" مگر جو اہل ایمان ہین وہ کہتے ہین کہ جب
ہم نے خدا و رسول کو بصدق دل تسلیم کر لیا تو اونکے حکم پر اس قسم کے حرکات تو کیا جان بھی
اگر فدا کر دین تو کم ہے خصوصاً اس وجہ سے کہ کمال خوشنودی الٰہی اسیمین ہے۔ ایسے موقعہ مین تو
مقتضائے انسانیت یہہ ہے کہ اپنے مالک کی خوشنودی کیلئے یہہ کام معہ شئے زائد ادا کئے جائین
چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اکثر بزرگان دین دیکھے جاتے ہین کہ اکثر حصہ اپنے اوقات کا وہان طواف
اور عمرہ مین صرف کرتے ہین اور اوسپر اونکو ناز ہوتا ہے کہ ہمارا مالک ہماری یہ حالت دیکھکر
خوش ہو رہا ہے۔ جو لوگ سلاطین کی خدمت مین رہتے ہین وہ جانتے ہین کہ بادشاہون کے
خوش کرنیکے لئے کیسے کیسے حرکات کی ضرورت ہوتی ہے ممکن نہین کہ دوسرے وقت اس قسم
کے حرکات اون سے صادر ہون یہانتک تو نوبت پہونچ جاتی ہے کہ اگر بادشاہ دن کو
رات کہے تو تارے دکہلانے کی ضرورت ہوتی ہے جیسا کہ سعدی رح فرماتے ہین ؎

اگر شہ روز را گوید شب است این — ببابد گفت اینک ماہ و پروین

غرضکہ اپنے مالک کی خوشنودی کے لحاظ سے غیر معمولی حرکات کرنا مقتضائے فطرت انسانی ہے۔

حج کے فرضیت مین کئی منافع اور اغراض ہین منجملہ اونکے عقلی اور ایمانی امتحان بہی ملحوظ ہے کیونکہ نہ عقل قبول کرسکتی ہے نہ ایمان حکم کرتا ہے کہ خداے تعالی چاردیواری مین اپنی ذات سے رہتا ہو اور وہ اوسکا گہر ہو مگر اوسکو بیت اللہ کہنا اور اوسکا طواف کرنا اور اوسی کی طرف سجدہ کرنا ضروری ٹہیرایا گیا۔

اصل وجہ اسکی یہ ہے کہ اکثر عالی فطر تونکو خواہش ہوا کرتی ہے کہ مصائب سفر اور مشقتین اوٹہا کر اپنے مالک کی پیشگاہ مین حاضر ہون اور اپنی عقیدت اور محبت کا ثبوت دین چونکہ حق تعالی جسمانیت سے منزہ ہے جسکے لئے کوئی مقام ایسا نہین ہوسکتا جسکے نسبت یہہ کہا جائے کہ خداے تعالی وہان ساکن ہے اسوجہ سے اونکو اپنا شوق و ذوق ظاہر کرنے کی کوئی صورت نہ تہی رحمت الٰہی نے اونکی تمنا پوری کرنے کی یہہ تدبیر کی کہ ایک مقام خاص بنام بیت اللہ زمین پر بنایا جائے تاکہ اون جانباز عشاق کی تمنائین پوری ہون یہی بات اس حدیث شریف سے مستنبط ہوتی ہے کہ جب آدم علیہ السلام جنت سے اوتارے گئے حق تعالی نے اون سے فرمایا کہ مین تمہارے ساتھ ایک گہر زمین پر اوتارتا ہون جسکے گرد طواف کیا جائے گا جسطرح میرے عرش کے گرد طواف کیا جاتا ہے اور اوسکے پاس نماز پڑہی جائیگی جسطرح میرے عرش کے نزدیک پڑہی جاتی ہے۔ پھر نوح علیہ السلام کے طوفان کا زمانہ جب آیا تو وہ گہر اٹہا لیا گیا اوسکے بعد ہرچند انبیا علیہ السلام اوسکا حج کیا کرتے مگر اوسکا مقام خاص اونہیں معلوم نہ رہتا یہانتک کہ ابراہیم علیہ السلام نے وہان اسکی بنیاد قائم کی انتہی[1]

اس سے ظاہر ہے کہ جسطرح فرشتون کے لئے آسمانونمین عرش ہے انسانون کیلئے زمین پر کعبہ شریف ہے اور عرش کو جو نسبت حق تعالی کے ساتھ ہے وہی نسبت بیت اللہ کو ہے۔ اگر خدائے تعالی کو کسی مقام خاص کی ضرورت ہوتی تو عرش قدیم ہوتا حالانکہ قرآن شریف سے اوسکا حادث ہونا ثابت ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی اور فرشتون کے عرش کو گھیرے رہنے کی خبر جو دی ہے اوس سے بھی اظہار تزک اور کر و فر شاہی مقصود ہے۔

علی کرم اللہ وجہہ سے کسی نے پوچھا کہ اوسکی کیا وجہ کہ حج کے روز لوگ اوس پہاڑ کے پاس (یعنی عرفات) پر کھڑے ہوتے ہین جو حد حرم سے باہر ہے اور حرم مین نہین کھڑے ہوتے فرمایا اس لئے کہ کعبہ بیت اللہ ہے اور حرم باب اللہ جب بندے اپنے خدا کے طرف وفد بنکر آتے ہین تو وہ پہلے دروازہ کے باہر کھڑے کئے جاتے ہین تاکہ نہایت عاجزی اور تضرع کرین پھر اوس نے پوچھا کہ اسکی کیا وجہ کہ مشعر حرام کے پاس ہی وقوف ہوتا ہے۔ فرمایا جب اندر آنکی اونہین اجازت ہوئی تو اندر تو آگئے مگر پھر دوسرے پردے کے پاس یعنے مزدلفہ مین روکے جاتے ہین تاکہ پھر وہان تضرع اور عاجزی کرین اوسکے بعد قربانی گذرانے کی اجازت ہوتی ہے جو باعث تقرب ہے اور وہان تمام گناہون اور میل کچیل سے پاک صاف ہوکر اصلاح وغیرہ بنواکر باطہارت و زینت زیارت کرنے کی اجازت ہوتی ہے (اسی وجہ سے اس طواف کا نام طواف الزیارۃ ہے) پھر اوس نے پوچھا ایام تشریق مین روزے کیون منع کئے گئے فرمایا اسلئے کہ ونون لوگ خدائے تعالی کی مہمانی مین ہوتے ہین اور مہمان بغیر اجازت میزبان کے روزہ نہین رکھ سکتا۔ پھر اوس نے پوچھا کعبہ شریف کا پردہ پکڑ کیا وجہ ہے

فرمایا وہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص کسی کا قصور کرتا ہے اور جب اوس سے ملاقات ہوتی ہے تو اوس جرم کی معافی کے لئے اوسکا دامن پکڑ کر معافی چاہتا ہے انتھے۔

غرضکہ حق تعالے نے اس عالم مجازی مین ایک مقام خاص مین دربار کا نقشہ قایم فرمایا تاکہ عشاق کبریائی وہان جاکر اپنے دل کے حوصلے نکالین جن لوگون کو مذاق محبت ہے اور عشق کی چاشنی چکھے ہین وہ جانتے ہین کہ اپنے معشوق کی طرف جب کسی چیز کی نسبت ہو جاتی ہے تو اوسکے ساتھ ایک خاص قسم کا ایسا تعلق ہوتا ہے جو دوسرے کسی چیز سے نہین ہوتا۔

چنانچہ مجنون کا قصہ مشہور ہے کہ لیلی کی گلی سے ایک کتّے کو نکلتے دیکھا۔ بے ساختہ اوسکے قدمون پر جاگرا اور رو رو کر کہنے لگا کہ یہہ میری معشوقہ کی گلی کا کتّا ہے۔

اب کہئے کہ محبان بارگاہ الہی کا اوس گہر کے ساتھ کیسا تعلّق ہونا چاہئے جسکو اپنا گھر فرمادیا اور تمام دربار اسی کے لوازم وہان قائم کئے۔ اہل ایمان چونکہ محبان بارگاہ کبریائی ہین اس بیت اللہ کی عظمت کو انوہی کے دل جانتے ہین دوسرے اوسکو کیا جانین زیادہ سے زیادہ اگر وہ قدر کرینگے تو آرایش ظاہری کی قدر کرینگے۔

جیساکہ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ؎

دیدم بدر کعبہ وی مغبچہ میگفت ‌ ‌ ‌ ‌ کاین خانہ بدین خوبی آتش کدہ بایستے

جنکو خدا اور رسولؐ کے کلام پر ایمان نہین اونکی نظرون مین بیت اللہ
ایک پتھر کی چار دیواری ہے جیسے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلّم بھی
کفار کی نظرون مین ایک معمولی آدمی یا ساحر تھے ایسے ہی
لوگون کی شان مین حق تعالی فرماتا ہے۔ وَتَرٰىهُمْ سورہ اعراف
يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ۔ ع ۱۴۱
یعنے کفار نبی کو دیکھتے ہی نہین کہ اونکی حقیقت کیا ہے۔
اسیطرح ان لوگون کا بھی یہی حال ہے وہ جانتے ہی نہین کہ بیت اللہ
کی حقیقت کیا ہے۔

اور ایک امتحان یہہ بھی ہے کہ متعدد حدیثون مین وارد ہے
کہ حج وعمرہ اکثر ادا کیا کرو کیونکہ وہ فقر کو ایسا دفع
کرتے ہین جیسے بھٹی سونے چاندی سے میل کو۔

فائدہ حج سے فقر دفع ہونا

ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ حج مین مال کا خرچ ہی خرچ ہے
اسلئے غنی کا فقیر ہوجانا کسیقدر قرین قیاس ہے۔
برخلاف اسکے فقیر کا غنی ہونا باوجود رہے سہے مال خرچ
ہوجانے کے ہرگز قرین قیاس نہین: اس سے ضعیف الایمان

لوگون کا امتحان مقصود ہو تو تعجب نہین ۔ اسلئے کہ کامل ایمان
والے تو پہلے ہی سے جان و مال کو نذر کر بیٹھے ہین ۔
جب سے یہ آیت سنی ہے ۔ إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى سورہ تو ۱۴ع
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ
لَهُمُ الْجَنَّةَ ۔
یعنے خداے تعالے نے ایمان دارون سے اونکے جان و مال جنت
کے بدلے خرید کر لئے ہین انتہی

اونکو نہ غنا سے مطلب ہے نہ فقر سے کام جو کام
وہ کرتے ہین اوسمین صرف اپنے مالک کی رضامندی اونکو مقصود ہوا کرتی ہی
چونکہ حق تعالی اپنی کمال درجہ کی خوشنودی اور بے انتہا بشاشت حج مین ظاہر
فرماتا ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ مین وارد ہے کہ جو
لوگ سوار ہوکر حج کو جاتے ہین اونکے جانورون کے ایک ایک
قدم پر ستر نیکیون کا ثواب اونکو ملتا ہے اور جو پیادہ پا
جاتے ہین اونکے ایک ایک قدم پر سات سو نیکیون کا
ثواب ہے ۔ جو مکہ معظمہ سے حج کے لئے پیادہ پا نکلے یعنے مکہ سے
عرفات تک پیادہ جاوے تو واپس آنے تک اوسکے ایک
ایک قدم پر سات سو نیکیان اوس قسم کی لکھی جاتی ہین جو حسنات حرم سے

ہون لوگون نے عرض کیا حسنات حرم کیا ہین فرمایا ہر نیکی لاکہہ نیکیون کے برابر۔
اور فرمایا جہاد بوڑہون بچون ضعیفون اور عورتون کا
حج اور عمرہ ہے۔ جب حاجی احرام باندہکر تلبیہ کہتا ہے تو
اوسکے سب گناہ بخشے جاتے ہین اسکے سوا حج کے فضائل
بکثرت وارد ہین جن سے کمال درجہ کی خوشنودی الٰہی ثابت
ہوتی ہے اسلئے کامل الایمان اپنی فقر کا خیال کرتے ہین
نہ غنا کا۔ حج کے لئے نکل کہڑے ہوتے ہین باوجود اسکے
کہ یہہ زمانہ کمال ضعف ایمان کا ہے مگر بفضلہ تعالی اب بہی
ایسے حضرات بکثرت موجود ہین۔ چنانچہ ہرسال
ہزارون فقرا دور دور سے حج کو جاتے ہین اونکو
کتنا ہی سمجہاے کہ تم پر حج فرض نہین تمہاری وجہ
سے لوگون کو تکلیف ہوتی ہے اہل حرمین شکایت کرتے ہین مگر وہ
ایک نہین سنتے۔ جب وہ گہر سے نکلتے ہین تو تمام مصائب اونکے پیش نظر
ہوتے ہین۔ مال سے تو وہ پہلے ہی سبکدوش ہین صرف جان کا کہٹکا رہتا ہے سو
اوسکی بہی کچہہ اونہین پرواہ نہین۔ ہرچہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم۔
کہتے ہوے عاشق جانباز کی طرح اونکا بڑہتا قدم پیچہے نہین ہٹتا۔ یہ بات دوسری
ہے کہ بہیک مانگتے جانا درست ہے یا نہین اسمین شک نہین کہ کوئی عالم اوسکے

جواز پر ہرگز فتوی نہین دے سکتا مگر دیکھنے کی بات یہہ ہے کہ کس چیز
نے اونکو اس جانبازی پر مجبور کیا۔ اگر بھیگ مانگ کر پیسے پیدا کرنا
مقصود ہو تو ہندوستان وغیرہ سے زیادہ وہان خیرات نہین مل سکتی
کیونکہ وہان ہر شخص مسافر ہوتا ہے اور حالت سفر مین جسقدر پیسہ عزیز
ہوتا ہے ظاہر ہے۔ رہے اہل حرمین سو وہ بیچارے خود غریب موسم حج
مین جو کچھہ اونہین تجارت وغیرہ سے مل جاتا ہے وہی اونکے سال بھر کا
قوت ہے وہ فقیرون کو کیا دے سکین۔ ہرچند وہ لوگ سخی ہین
مگر اکثر دیکھا گیا ہے کہ جہان فقیر نے کچھہ مانگا انہون نے کہدیا "علی اللہ"
یعنے تمہارا رزق خدا پر ہے۔

غرض کوئی فقیر حج کو اس خیال سے ہرگز نہ جاتا ہوگا کہ اپنے ملک
سے زیادہ وہان بھیک سے آمدنی ہوگی۔

اس موقع مین بھی کہنا پڑیگا کہ اون فقیرون کو عشق مضطر کرکے
کشان کشان اوس بارگاہ عظیم الشان تک پہونچا دیتا ہے۔ پھر اونکے
طفیل مین اغنیا کو بھی ایک بڑا ذخیرۂ اخروی حاصل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ
اگر ایک روپیہ خیرات کرین تو دس لاکھہ روپیہ کی خیرات کا ثواب ہوتا ہے۔
اب رہگیا گناہ سو اسمین فقرا کی کوئی خصوصیت نہین۔ حدیث شریف مین ہے
کہ جو لوگ حرام کے مال سے حج کو جاتے ہین اور جب احرام باندھکر لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ

کہتے ہین تو ارشاد ہوتا ہے لَا لَبَّیۡکَ لَکَ وَلَا سَعۡدَیۡکَ
یعنے نہ تیرا لبّیک مقبول ہے نہ سعدیک ہر شخص اپنے گریبان مین مُنہ
ڈال کر دیکھہ لے کیا کل کسب معاش کے ذرایع حلال ہین شاید امام زین العابدین
رضی اللہ عنہ کے حال مین لکھتے ہین کہ آپ نے جب احرام باندھا بیہوش
ہوکر گر گئے تو لوگون نے جب سبب پوچھا تو فرمایا کہ لبیک کہتے ہی
مجھے خوف ہوا کہ لا لبّیک لک کا اگر جواب ہو تو کیا کیا جائے۔

غرضکہ دونون کو چاہیئے کہ امیدوار فضل رہین کسی بات کا گھمنڈ
وہان چل نہین سکتا۔ صرف خلوص دیکھا جاتا ہے۔ الحاصل کامل الایمان
لوگون کی حالت ہی کچھہ اور ہوتی ہے جسکو ہر شخص سمجھہ نہین سکتا اونکو
خدا اور رسول کے ارشادات پر ایمان لانے مین ذرا بھی تامل نہین ہوتا ضعیف الایمان
بھی اگر ایمان لانا چاہین کہ فقیر حج کرنے سے غنی ہوجاتا ہے جیسا کہ حدیث شریف
مین وارد ہے تو اونکو یہ خیال کرنا چاہیئے کہ فقیر کو غنی بنانا خدا ہی کا کام ہے
ممکن ہے کہ کوئی ایسا سبب قائم کردے کہ نکبت اور افلاس دور ہوجائے
اگر تونگری صرف عقل سے متعلق ہوتی تو دنیا مین کل عقلاء غنی ہوتے حالانکہ ہمارا
مشاہدہ ہے کہ اکثر عقلا مفلوک اور مفلس رہتے ہین۔ اور بہت سے
حمقاء عیش و عشرت کے مزے اڑاتے ہین اور عقلا کے محسود بنے رہتے ہین
ولنعم ما قیل ؎ اگر روزی بدانش درفزودے ؛ زنادان تنگ تر روزی نبودے ؛

بناد ان آنچنان روزی رساند   کہ صد دانا در آن حیران بماند

خدا کی قدرت کا مشاہدہ اسی سے ہوجاتا ہے کہ بیت اللہ ایک ریگستان اور کوہستان
مین واقع ہے جہان کہیتی تک نہین ہوتی باوجود اسکے جسکا جی چاہے دیکہہ لے
کہ کیسے لطیف اور خوشگوار میوے موسم حج مین وہان ملتے ہین لاکہون
آدمیون کا مجمع ہونے پر غنی تو غنی فقیر بہی اس افراط سے میوے کہاتے ہین
کہ دوسری اکثر مقامات مین اغنیا کو بہی نصیب نہین ہوتے۔

اس سے زیادہ قابل حیرت یہ واقعہ ہے کہ منیٰ مین تین جمرات ہین جنکو
ستر کنکریان مارنا ضرور ہے ان مقامات مین جہان کنکر گرتے ہین وہ
جگہ دس پندرہ گز طول وعرض کی ہوگی مزدلفہ کے میدان سے ہر شخص
کنکر اپنے ساتہہ لاکر وہان مارتا ہے اب دیکہئے کہ حاجی ہر سال چہے لاکہہ
ہوتے ہین جیسا کہ حدیث شریف مین ہے کہ اگر کسی سال چہے لاکہہ سے کم ہون تو
فرشتے اس عدد کو پورا کرتے ہین اس حساب سے ہر سال چار کرور بیس
لاکہہ کنکرون کی ڈہیر وہان ہوتی ہے اور یہ طریقہ ہزارون سال سے جاری ہے
صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے حساب لگایا جائے تو
اس تیرہ سو اونتیس سال کے کنکرون کے تین پہاڑ ہونا چاہیئے حالانکہ
پہاڑ تو کہان ایک ٹیلہ بہی نہین ہے پہر یہ بہی خیال نہین ہوسکتا کہ سیل مین
وہ بہ جاتے ہونگے اسلئے کہ وہ سیل کا مقام نہین اور نہ سخت ہواؤن کا

وہان گذر ہے اور نہ سرکار کی طرف سے اونکے اٹھوانے کا کوئی اہتمام ہے
اس کہلے مشاہدہ کے بعد ہر عاقل کو یہ اعتراف کرنا پڑیگا کہ خدائے تعالی کی قدرت
سے کوئی بات بعید نہین اس قسم کے مشاہدات کے بعد جسکو ذرا بھی ایمان ہو
اوسکا ایمان قوی ہو جاتا ہے اور ان اماکن متبرکہ کی ایسی وقعت اوسکے
دلمین ہوتی ہے کہ جسکا بیان نہین اور جسکو ایمان سے کوئی تعلق نہو اوسکے دل پر
کوئی اثر نہین ہوتا اور یہ کوئی نئی بات نہین اگر ہر ایک کے دل پر یہ اثر ہونے لگے
تو دنیا مین کوئی کافر نرہے چونکہ یہ متبرک مقامات مسلمانون کے عبادتگاہین
ہین کفار اونکی ہمیشہ توہین کرتے رہتے ہین۔

چنانچہ مین ایک سال بعد مغرب حرم شریف مین بیٹھا تھا کہ حجر اسود کے پاس
گڑبڑ ہوئی دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ کسی نے اوسے نجاست لگادی ہے
کفار تو کفار بعضے مسلمان صورت بھی اونکے ہمزبان اور ہم خیال ہوتے
جاتے ہین۔ چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب انجنیر یہان رنگون پرچہ اتحاد
مذاہب عالم کے جلد (۱) نمبر (۱-۲) ۱۹۰۸ء مین لکھتے ہین کہ "ملانہ اسلام
"نے کعبہ کو پارسنات کا بہائی ظاہر کرکے جسکو چہوتے ہی سونا بنجائیگا چکما"
"دیکر ٹکڑگداؤن تنگ کے لئے حج کو عام کر دیا۔ حجر اسود جو سیاہ پتھر ہے اوسکو"
"چومنے یا چہونے کا ذکر رمی جمار کنکریون سے بزعم خود ملانہ اسلام کے"
"شیطان کو مارنے کا ذکر میقات سے احرام مین داخلہ کا ذکر سات مرتبہ کعبہ کے"

"گرد گھومنے کا ذکر تہبند اور بے سلا کپڑا وقت احرام باندھنے اوڑھنے کا"
"ذکر قرآن بھر مین کہین نہین ہے مگر ملانہ اسلام کے حج مین یہ سب اور ایسے"
"اور بھی طوفان بدتمیزی بدتہذیبی بہت سے موجود ہین انتھے۔"

مقصود یہ کہ یہ سب طوفان بے تمیزی اور بدتہذیبیان معاذ اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نکالی ہوی ہین اور چونکہ قرآن مین نہین اسلئے دین سے اونکو کوئی تعلق نہین یہ صاحب غالباً مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی کی اتباع مین ہین جنہون نے یہ بات ایجاد کی ہے کہ سوائے قرآن کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات قابل اعتبار نہین

چکڑالوی کا عقیدہ

مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی نے مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے مقابلہ مین صفحہ مین لکھا ہے "اگر بالفرض اطیعوا الرسول سے
"محمد رسول اللہ سلام علیہ یا کوئی اور غیر اللہ مین سے مراد لیا جائے تو"
"خواہ مخواہ بلاچون وچرا ماننا پڑیگا کہ عباد اللہ دو حکمون کی فرمان برداری"
"کے مکلف ہین۔ ایک اللہ تعالی کا اور دوسرا حکم محمد رسول اللہ سلام علیہ کا"
"ماننا انکا ضروری ہے۔ چونکہ مطابق صفحہ ۱۲ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ حکم ہی اللہ ہی کا"
"خاصہ ہے پھر محمد رسول اللہ سلام علیہ کو حکمرانی کا مستحق تصور کرنا شرک"
"نہین تو کیا ہے"۔

صفحہ ۱۷ "اگر بالفرض آپ پر بہتان وافترا کیا جائے کہ آپ نے کبھی بھی اپنی تمام عمر مین

"ایک حدیث قولی یا فعلی یا تقریری دین اسلام کے بارے مین سوائے"
"عبارۃ النص قرآن مجید کی فرمائی ہے تو معاذ اللہ حاشا للہ ایسی"
"بھاری تہمت ہے جیسا کوئی یہ کہدے کہ آپ اللہ تعالی کی عبادت بھی"
"کیا کرتے تھے اور بت پرستی بھی کیا کرتے تھے۔

"صفہ۲ جسطرح سابقہ رسل و انبیا کی احادیث ماسوائے کتب منزلہ من اللہ"
"دین اسلام مین شمار نہین کی گیئن اور نہ اونکو بدرجہ اعتبار مانا گیا"
"اسیطرح محمد رسول اللہ سلام علیہ کی بھی احادیث ماسوائے قرآن مجید دین اسلام"
"مین ہرگز ہرگز قابل اعتبار نہین اسلئے کہ وہ سب محض افترا و بہتان ہین"
"صفہ ۱۸ غرضکہ جملہ کتب منزلہ مین ہر ایک کتاب خصوصاً قرآن مجید مین جملہ احکام"
"و تمام مسائل دین اسلام کے بارے مین مباح تک بھی ہر طرح کامل مکمل مفصل"
"مشرح کافی شافی وافی عافی ہوتے ہین اونکے کسی مسئلہ مین اجمال و اشکال"
"نہین ہوتا کما قال اللہ تعالی وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا"
"لِكُلِّ شَيْءٍ و قولہ تعالی وَمَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ الخ انتھے۔"

ان عبارتون سے کئی باتین معلوم ہوئین۔

(۱) جتنی حدیثین قولی یا فعلی یا تقریری حدیث کی کتابون مین ہین کوئی قابل اعتبار نہین بلکہ افترا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف انکو منسوب کرنا ایسا ہے جیسے بت پرستی کی تہمت لگانی۔

معمولی عقل کا آدمی اگر ذرا غور کرے تو معلوم ہو کہ سو پچاس آدمی کسی بات کی خبر دیتے ہین تو اوسکا یقین ہو جاتا ہے دیکھئے فرانس امریکہ وغیرہ کو دیکھے ہوے لوگ ہر شہر مین کتنے ہوتے ہین مگر انہی چند لوگون کی خبرون سے سننے والون کو یقین ہو جاتا ہے کہ دنیا مین ان شہرون کا وجود ہے برخلاف اسکے اسلام کے کل فرقون کی لاکہون کتابین قدیم وجدید گواہی دے رہی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثین موجود ہین مگر مولویصاحب یہی کہے جاتے ہین کہ یہ سب افترا ہے ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ اونکو عقل نہین جو بداہت کا انکار کرتے ہین مگر یہ ضرور کہینگے کہ دین حق کا مقابلہ کرنے والا جب تک اتنا شوخ چشم نہو مقابلہ نہین کرسکتا دیکھہ لیجئے کفار علانیہ معجزے دیکھتے تھے مگر ڈہٹائی سے اولٹا سیدہا جواب دیدیتے تھے اسیطرح مولوی صاحب اگر تواتر کا انکار کرین تو اونکا فرض منصبی ہے کیونکہ تواتر مشاہدہ سے زیادہ نہین ہے گو دونون مفید علم ہون افادۃ الافہام مین ہم لکھہ آئے ہین کہ ہر زمانہ مین اس قسم کے لوگ بکثرت ہوا کئے اونکے واقعات بھی لکھے گئے ہین جن سے ظاہر ہے کہ کیسی کیسی تدابیر سے اونہون نے مسلمانون کو تباہ کیا پچھلے زمانون مین اتفاقاً کوئی شخص ایسا نکلتا تھا اب تو بقول شخصے دڑبا کہل گیا ہے ہر طرف سے یہی ہانک پکار ہے کہ آج یہ نکلا اور کل وہ نکلا۔

حال سنتیان

قابل توجہ یہ بات ہے کہ جسکا اثر پڑتا ہے ہماری سنّی حضرات ہی پر پڑتا ہے
قادیانی۔ نیچر وغیرہ فرق عام دعوت کی اور کر رہے ہین مگر نہ کوئی اہل یورپ نے
اونکی بات مانی نہ ہندوؤن نے نہ اور کسی اسلامی فرقہ نے خدا ہماری جماعت کو
سلامت رکھے یہی حضرات سخی ہین کہ ہر ایک کی مراد پوری کرتے ہین اور وقتاً فوقتاً
اونکے شریک حال ہو کر اونکا ایک گروہ بنا دیتے ہین عقل سے معذور ہون تو
ہون بے تعصب اور منصف اس درجہ کہ جسنے کچھہ کہدیا اوسکو کمال غور
سے دیکھینگے اور بے علمی اور کم عقلی سے جواب نہ سوجھے تو اسیکا نام انصاف
رکھدینگے کہ وہ مان لیا جائے اودہر جاہلون کو شکار کرنیکے ہتکنڈے ہاتہ لگ گئے ہین
وہ ایسے دام بچھاتے ہین کہ خواہ مخواہ اونہین پھنس جائین اگر علم ہو تو اونکی مکاریان
اور جعلسازیون کا جواب دے سکین پھر عقل پر ناز ہے کہ ہم ہر چیز کو خوب سمجھہ
سکتے ہین۔ اگر کچھہ خرچ کرکے ایمان خریدا ہوتا تو اوسکے کھو جانے کا کچھہ غم ہوتا وہ تو
باپ داوا کی کمائی تھی مال میراث کی طرح بیدریغ لٹا دینی کوئی مشکل بات نہین
اگر ایک روپیہ کوئی دہوکہ دیکر لیجائے تو عمر بھر یاد رکھین مگر کوئی پھسلا کر ایمان لیجائے تو
اوسکی کچھہ پرواہ نہین۔ اب کہئے کہ اونکو ایمان سے کیا تعلق پھر ایسون کا اہل اسلام مین
رہنے سے فائدہ ہی کیا بلکہ ایسے لوگون کا تو علحدہ ہو جانا ہی قرین مصلحت ہے۔ خس کم
جہان پاک۔ البتہ قابل افسوس یہ ہوگا کہ کوئی ایماندار آدمی بے ایمان ہو جائے۔ تعجب نہین
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث شریف مین اسی طرف اشارہ فرمایا ہو کہ

"آخر زمانہ مین جو فتنے ہون اونکو مکروہ نہ سمجھو"

بہرحال یہ دعا کرنا چاہیئے کہ خدائے تعالےٰ اہل ایمان کو استقامت عطا فرمائے کہ اخیر زمانے کے فتنے سے محفوظ رہین۔

(۲) "اگر اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی فرض ہو تو دو حکمون کی اطاعت فرض ہوی"۔

معلوم نہین یہ کہان کا قاعدہ ہے یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ بادشاہ اپنے وزیر بلکہ چھوٹے چھوٹے عہدہ دارون کی اطاعت کا حکم دیتا ہے اور یہ کوئی نہین سمجھتا کہ وہ سب بادشاہ کے شریک اور مستقل حاکم ہوگئے۔ اسی طرح اسلامی کل فرقے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو فرض سمجھتے تھے اور ابتک سمجھتے ہین۔ مگر کسی نے یہ نہین کہا کہ خدا کی طرح حضرت کا بھی حکم مستقل ہے بلکہ جسطرح حق تعالےٰ فرماتا ہے وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ اسی طرح یہ سمجھتے ہین کہ حضرت کی اطاعت عین اطاعت الٰہی ہے اور جو حکم حضرت کا ہے وہ خدا ہی کا حکم ہے جیسے مدار المہام وغیرہ کے احکام عین احکام شاہی سمجھے جاتے ہین۔

یہان یہ دیکھنا چاہیئے کہ اطاعت کے کیا معنی ہین ہر لغت کی کتاب مین ہے کہ اطاعت فرمان برداری کا نام ہے اس سے ثابت ہے کہ اطاعت کرنے کے لئے ایک فرمان کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً بادشاہ اپنی اطاعت

کرانا چاہیے تو پہلے فرمان جاری کریگا جسپر عمل کرنے والے مطیع اور فرمان بردار اور نہ کرنے والے عاصی اور نافرمان سمجھے جائینگے اسی طرح خدائے تعالی کی اطاعت کے لئے اوسکے فرمان کی ضرورت ہے اور رسول کی اطاعت کیلئے اونکے فرمان کی۔ اب ہم دیکھتے ہین کہ خدای تعالی کا فرمان تو قرآن مجید ہے جسپر عمل کرنیکے ہم مامور ہین اور اوسپر عمل کرنے سے مطیع سمجھے جائینگے۔ اب رہا رسول کا فرمان سو وہ احادیث ہین جو کوئی احادیث پر عمل کرے گا وہ اونکا مطیع سمجھا جائیگا یہی بات مسلمانون کے کل فرقون مین مسلم اور معروف ہے یہ بات دوسری ہے کہ بعضے احادیث موضوع اور ضعیف ہونے کی وجہ سے واجب العمل نہین یہان کلام اسمین ہے کہ جب رسول کی اطاعت کا حکم ہے تو اونکا فرمان بھی ہونا چاہیے جسکے مطابق عمل کرنے سے آدمی فرمان بردار سمجھا جائے۔ ہر ایک مسلمان جانتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احادیث موجود ہین جو اسلام کے ہر فرقے کے لوگ اونپر عمل کرتے ہین کوئی اسلامی فرقہ ایسا نہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمان برداری کو ضروری نہین سمجھتا۔

اب بقولے چکڑالوی صاحب اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ مین رسول سے مراد قرآن ہے تو یہ ثابت کرنے کی ضرورت ہوگی کہ قرآن جو خود فرمان آلٰہی ہے اوسکا بھی کوئی فرمان ہے مثلاً خدای تعالی کا فرمان اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ہے تو

اقیموا الصلٰوۃ

اقیموا الصّلوٰۃ کا بھی کوئی فرمان ہوگا جسکی فرمان برداری سے رسول (یعنے قرآن) کی اطاعت ہوگی کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ مطاع اور اوسکے حکم مین مغائرت بالذات ہوا کرتی ہے۔

اسلام کے فرقون مین معتزلہ جو حکما کے کاسہ لیس ہین اونکو بعضے امور مین احادیث کے ترک کرنے کی ضرورت تہی اوسکا اثر انہون نے صرف احادیث ہی پر ڈالا تہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ماننے مین تامل نہین۔ مگر قطعی طور پر اونکا ثبوت نہین۔

نیچر اور قادیانی وغیرہ انہین تقریرون سے کام لیا گئے جنکے جوابات ہم نے افادۃ الافہام اور حقیقۃ الفقہ مین لکھے ہین۔

چکڑالوی صاحب نے دیکھا کہ مسلمانون مین بعضے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و مذمت کیا کرتے ہین اور سنا جاتا ہے کہ کلمہ توحید مین کان محمد رسول اللہ کہا کرتے ہین جسکا نتیجہ یہ ہے کہ اب آپکی رسالت ہی باقی نہین رہی انہون نے کہا کہ ایسے شخص کے ماننے کی ضرورت ہی کیا اونکو اسلام مین کوئی دخل ہی نہین اسلئے اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ سے مراد قرآن ہے اور اوسپر یہ استدلال کیا کہ اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰہِ (یعنے حکم اللہ ہی کے لئے خاص ہے) اگرچہ کان رسول اللہ کہنے والون کو خوشی تو ہوی ہوگی مگر تعصب مذہبی یعنے عمل بالحدیث چند روز عامل بالقرآن ہونے کا مانع رہیگا۔

پھر چونکہ مسلک قریب قریب ہے تعجب نہیں کہ یہہ تعصب بہی چندروز مین کم ہو جائیگا۔

(۳) "قرآن شریف مین کل مسائل دینی مباح تک مفصل مذکور ہین اسلئے احادیث کی کوئی ضرورت نہین"۔

یہ درست ہے مگر کل مسائل قرآن شریف سے نکالنا ہر شخص کا کام نہین وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا کام تہا اسی تحریر کے زمانے مین مولوی شیخ چٹو صاحب اہل قرآن نے ایک پرچہ مورخہ ۳۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء میرے پاس روانہ فرمایا جسمین سوال یہ تھا کہ اگر کوئی اپنی زوجہ کے ساتھ لواطت کرے تو اوسکا حکم قرآن سے کیا ہے اہل قرآن نے جواب دیا وَاِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْهَا وَیُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ مین ہلاکت نسل سے مراد لواطت۔ جلق وطی حیوانات وغیرہ ہے اور جزاء اوسکی اس آیہ شریفہ مین مذکور ہے اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ۔ کہ یہ کام کرنے والے سولی پر چڑہائے جائین اور شادی شدہ بدکارون کی سزا قتل اور قطاع الطریق کی سزا ہاتھہ پاؤن کاٹنے ہین اور یہ جزاء جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا ہے۔

ہر شخص قرآن سے مسئلہ نہیں نکال سکتا

اہل قرآن کا اجتہاد

لیجئے قرآن شریف جسکی نسبت تِبْیَانًا لِکُلِّ شَیْءٍ و تَفْصِیلًا لِکُلِّ شَیْءٍ سوئم
وغیرہ وارد ہے اوس سے مفصل مشرح کافی شافی وافی عافی طور پر یہ
مسئلہ ثابت ہوا کہ ایک بیچارہ گوشہ نشین اس خیال سے کہ کہین زنا مین
مبتلا نہو جائے جلق کرے اوسکی سزا بحسب جزاء سیئۃ سیئۃ
مثلھا تو یہ ہو کہ سولی پر چڑہایا جاے اور قطاع الطریق جو لوگون کو قتل کرین
مال لوٹین نقض امن کرین اونکی سزا یہہ کہ صرف ہاتھہ پاؤن کاٹ کے چھوڑ
دیئے جائین اور وہ بھی جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا ہو اور یہی حکم قرآن شریف
مفصل مشرح وغیرہ وغیرہ سے ہو تو کیا کوئی عاقل یا جاہل اسکا قائل
ہوسکتا ہے کہ قرآن ایسا بے تکا حکم کریگا۔ اگر نطفہ کو ضائع کرنا سولی
چڑہانے کا باعث ہے تو لازم آئیگا کہ ہر کسی کے ساتھہ ایک لگائی لگی رہے
جہان چند روز بے تعلقی یا بے اختلاطی سے گذرے یا احتلام ہو گیا تو
پولیس کا فرض ہے کہ جرم وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ مین اوسکو
پہانسین اور پھانسی پر فوراً دے گھسیٹین۔ کیونکہ حد شرعی کے قایم کرنے مین
دیر نہونی چاہیئے کیا کوئی عاقل یا جاہل کہہ سکتا ہے کہ خدائے تعالی نے یہ مسئلہ
مشرح ومصرح قرآن شریف مین بیان فرمایا ہے۔ اب کہیئے کہ کل مسائل قرآن شریف
سے نکالنا کیا ہر شخص کا کام ہوسکتا ہے ہرگز نہین جب تک منجانب اللہ
تعلیم نہو ممکن نہین کہ کوئی یہ دعوی کرسکے۔ یہ اونہین کا کام ہے جنکی شان مین

حق تعالی فرماتا ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى
یعنے اپنی خواہش سے وہ کوئی بات نہین کہتے جتنی باتین وہ دینی تعلیم مین
کہتے ہین سب وحی سے ہوتی ہین - یہہ منصب تعلیم حضرت صلی اللہ علیہ
والہ وسلم ہی کو عطا کیا گیا جیسا کہ قرآن شریف مین ہے كَمَا اَرْسَلْنَا
فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيَاتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ
الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ -
یعنے ہم نے ایک رسول تم ہی مین سے منتخب کرکے تم مین بھیجا جو ہماری
آیتین تمہین سناتے ہین اور تمکو پاک کرتے ہین اور قرآن اور حکمت کی
تعلیم کرتے ہین اور اُن باتون کی تعلیم کرتے ہین جو تم نہین جانتے تھے -
دیکھیئے اس سے تو صاف ظاہر ہے کہ جو مسائل معلوم نہین ہوتے گو قرآن
مین ہین مگر انکی تعلیم کرنی حضرت ہی کا کام تھا اور مولوی صاحب کا دعوی
یہہ ہے کہ وہ سب قرآن شریف مین مفصل اور مصرح ہین پھر جو مسئلہ کہ
اس سے نکالا اوسکو بھی آپ نے دیکھہ لیا کہ ادنے سی بات یعنے جلق
پر پھانسی کی سزا مقرر کردی اور اس جُرات کے ساتھہ کہ وہ قرآن مین مصرح
اور مفصل مذکور ہے - نسل لغت مین اولاد کو کہتے ہین اور مولویصاحب
نے وہ نطفہ کا نام رکھہ دیا کیونکہ اس سے اولاد پیدا ہوتی ہے پھر اولاد
کے قتل کی جو سزا تھی وہی نطفہ کے ضایع کرنیکی مقرر کردی - تعجب نہین کہ

آیندہ چلکر اس شخص کیلئے ہی پہانسی کی سزا مقرر کردین جو کسی کا
کہانا کہالے یا تلف کردے اسلئے کہ آخر کہانے ہی سے نطفہ اور اولاد
پیدا ہوتی ہے اسپر یہہ دعوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم
بلے اعتبار اور اپنی تعلیم قابل اعتبار ہے ع
گر ہمین مکتب است و این ملا
مولوی صاحب جو قرآن کو رسول ٹہراتے ہین غرض اس سے یہہ ہے کہ قرآن
کے جو معنی خود بیان کرین وہی معتبر مانے جائین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی کوئی بات نہ مانی جائے جسکا مطلب کہلے لفظون مین یہہ ہوا کہ خود رسول اللہ
ہین کہ احکام الٰہی کی تبلیغ کررہے ہین۔ ایسے ہی لوگ دنیا مین ہونگے کہ اہین
کو رسول بنالینگے چنانچہ ابہی سے ایک کمیٹی بہی قائم ہوچکی ہے اور چندہ بہی
فراہم ہورہا ہے اور بہت زور و شور سے فتوے شایع ہورہے ہین
خیر وہ جانین اور انکی امت مگر مسلمانون کو یہہ معلوم کرنا چاہیئے کہ جتنے مسائل
و احکام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہین وہ سب ایک
قسم کی وحی ہین جو اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحیٰ سے صاف ظاہر ہے اسی وجہ
سے صحابہ اور علمائے امت نے احادیث کو محفوظ کرلیا جو کتب احادیث مین
موجود ہین ظاہراً قرآن و حدیث مین کوئی فرق نہین جیسے قرآن وحی ہے
حدیث بہی وحی ہے جیسا کہ آیۂ موصوفہ سے ابہی معلوم ہوا اور جسطرح احادیث آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال ہین قرآن بھی حضرت ہی کا قول ہے۔
چنانچہ حق تعالی قرآن کی شان مین فرماتا ہے اِنَّهٗ لَقَوْلُ
رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ کیونکہ یہہ تو کوئی دیکھا ہی
نہ تھا کہ جبرئیل علیہ السلام حضرت کو قرآن سنا رہے ہین یا اور کسیطریقہ
سے دے رہے ہین جو آیت حضرت پر نازل ہوتی آپ ہی کی زبان سے
لوگ سنتے تھے جسطرح آپکی باتین سنا کرتے تھے کیونکہ آپ کو دونون
قسم کی وحیین معلوم اور ممتاز تہین اسلئے قرآن کی وحی جب ہوتی تو
خاص طور پر فرماتے تھے کہ یہہ قرآن ہے۔ وحی کی حقیقت وہی جانین
جن پر وہ اُترتی ہو دوسرے کو اسکا علم کیونکر ہو سکے دیکھئے حق تعالی نے
موسٰی علیہ السلام کی والدہ پر وحی کی کہ انکو دریا مین ڈالدو انہون نے ذرا
بھی اسمین توقف نہ کیا جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اُمِّ مُوْسٰى
اَنْ اَرْضِعِيْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ
اِنَّا رَادُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ الخ۔ اب غور کیجئے کہ اپنے شیرخوار
لڑکے کو دریا مین ڈالنا اور اسپر یہہ اطمینان کہ کتنے ہی غوطہ کہائے اور کتنے ہی دریائی
جانور اسکے گرد وپیش ہون اسکو کچہہ ضرر نہ ہو گا۔ اور چندروز مین وہ اپنے ہی پاس واپس آجائیگا
کیا یہہ آثار صرف خیال پر مرتب ہو سکتے ہین ہرگز نہین یہہ اسی سچی وحی کا اثر تھا جسکو
انہین کا دل جانتا تھا اب اگر کوئی ایسا شخص کہ نہ وحی کی حقیقت کبھی اسنے چکھی ہو نہ وحیون

ہین جو فرق ہوتا ہے اسکی خبر اُسکا انکار کرے تو ایمان دارون کے نزدیک اسکے
مثال بعینہ ایسی ہوگی جیسے مادرزاد نابینا کہے کہ ممکن نہین کہ دنیا مین سیاہ
وسفید کا وجود ہوا اور ان دونون مین کوئی فرق ہو جب تقریر بالا سے ان مذاہب
باطلہ کی حقیقت کہل گئی کہ انہون نے یہہ بنیاد قائم کی ہے کہ فقہ و حدیث کو
باطل کرکے قرآن کے معنی مین جسطرح چاہین تصرف و تحریف کرکے آریہ کی
طرح ایک نیا مذہب بنالین تو اب اہل ایمان کو سمجہنا چاہیئے یہہ سب بناء الفاسد
علی الفاسد ہے اسلئے انکی کوی بات نہ سنین اور نہ اسمین غور و فکر کرین۔

"پرچہ اتحاد مذاہب عالم مین لکہا ہے کہ نہ نماز مسلمانون کی سی باقی رکہی
نہ روزہ نہ حج نہ زکوۃ چنانچہ نماز کی نسبت لکہا ہے کہ اُذْکُرْ رَبَّکَ فِی نَفْسِکَ
تَضَرُّعًا وَّخِیْفَۃً سے ثابت ہے کہ اصلی رکن نماز توجہ الی اللہ ہے جو کہڑے
"بیٹہے چلتے پہرتے بیماری وغیرہ مین باآسانی ادا ہوسکتا ہے اور رکوع وغیرہ"
"ساقط ہوجاتے ہین اسلئے ملّانہ نماز جو لوگ پڑہا کرتے ہین اسکی کوئی ضرورت"
"نہین اور لکہا ہے کہ حج کی غرض صرف یہی ہے کہ سست امرا کی اصلاح اس"
"سفر کی صعوبتون سے ہوجائے اور دراصل ابراہیم علیہ السلام نے تجارت کی منڈی"
"وہان قرار دی حج سے اسکو مدد دینا ہے۔ اور لکہا ہے کہ وہ اسلام (قرآن)"
"جس نے بُت پرستون بدو جیسے جاہل اقوام کو مہذب وتعلیم یافتہ اقوام پر حکمران"
"بنایا تہا اب وہ اسلام مرگیا قرآنی اسلام جو اعلی درجہ کی مشین بنائی تہی اسکے پرزے"

زنگ آلودہ ہوکر اپنی جگہ قائم نہین رہے تمام پرزون پر حدیثون کا زنگ اسقدر "
چڑھا ہوا ہے کہ جس سے ہر پرزے کی شکل ہی تبدیل ہو گئی ہے موجودہ مسلمانون "
مین نہ وہ کلمہ ہے نہ وہ نماز ہے نہ وہ روزہ ہے نہ وہ زکوٰۃ حج وغیرہ ہے چنانچہ "
" کلمہ پہلے اصلی اسلام کا یہہ کلمہ تھا کہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ "
" اب ملانہ اسلام کا یہہ کلمہ ہے لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ایک خدا "
" ہے جسکے پیچھے محمدؐ ہین جسکو شرک فی الکلمہ کہنا چاہئے توحید کی مٹی یون پلید کی گئی کہ "
" اسلام کی پہلی عالیشان بنیاد کو شرک کے گوبر سے لیپ دیا نماز مین کسیکی ہی یاد "
" شامل نہین یا شریک کرنے کی ممانعت قطعی ہے مگر ملانہ اسلام نے التحیات اور درود "
" کو اندرون نماز مقرر کرکے شرک فی الصلوٰۃ کو قائم کر دیا۔ حضرت محمدؐ سلام علیہ کیلئے "
" خدا کی رحمتون اور برکتون کا خدا سے مطالبہ اس زمانے مین جب کہ آنحضرت اس دنیا "
" سے رخصت ہو چکے ہون کیا معنی رکھتا ہے کیا خبط نہین یہہ ٹہیک ایسا ہے "
" جیسے اب کوئی نماز مین کہے کہ خداوند اشہنشاہ اکبر پر اپنا اسلام اپنی رحمتین برکتین "
" وغیرہ بہیج کر اوسے ہندوستان کا پھر بادشاہ بنا دے۔ انتہے۔"

معترض صاحب نے جب اصلی اسلام اور ملانہ اسلام مین فرق کیا اور ملانہ اسلام کو شرک اور کفر قرار دیا تو ان کو ضرور تھا کہ کتب تواریخ سے اسکا ثبوت دیتے کہ فلان صدی سے کلمہ توحید وغیرہ مین تغیر واقع ہوا اور فلان شخص اسکا بانی ہے اسیطرح نماز وغیرہ مین وقتاً فوقتاً تغیر ہوتا گیا اور وہ اصلی اسلام فلان مقام مین

اب تک محفوظ ہے یا فلان وقت تک محفوظ رہا اسکے بعد طوفان بے تمیزی عالمگیر ہوگیا جسطرح اسلام مین جو فرقے پیدا ہوتے گئے انکے موجدون کے نام اور انکی ابتدائی عقائد اور ان سے جو جو مناظرے ہوے سب کتب تواریخ مین مفصل مذکور ہین اسیطرح یہہ ملانہ اسلام اصلی اسلام کے بعد اگر پیدا ہوا تھا تو کسی تاریخ مین تو اسکا ذکر ہوتا برخلاف اسکے جتنے فرقے مسلمانون کے اسوقت موجود ہین انمین یہہ سب امور جنکو معترض صاحب شرک قرار دیتے ہین موجود ہین اسوقت بفضلہ تعالی مشرق سے مغرب تک اسلام پہیلا ہوا ہے جس مسلمان سے پوچھئے یہی کہیگا کہ یہہ سب امور نسلاً بعد نسلٍ بتواتر ہم تک پہنچے ہین اس سے معلوم ہوا کہ ہمارا دین جس شرک سے منع کرتا ہے اسکی حقیقت ہی کچھہ اور ہے ہر شخص اوسکو نہین جان سکتا کیونکہ مسلمانی چیز ہی دوسری ہے صرف مسلمانون کے سے نام رکھہ لینے سے آدمی مسلمان نہین ہوسکتا اسکی غوامض وہ لوگ جانتے ہین جو عمر بھر اسلامی علوم کی خدمت کرتے رہے۔

انجنیر صاحب خود خیال کرسکتے ہین کہ کسقدر راتدن کی جانفشانی اور ویدہ ریزی کے بعد انجنیری مین انہون نے امتحان دیا ہوگا جسمین کامیابی کے بعد نوکری ملی اب اگر کوئی انجنیری سے ناواقف انکے بنائے ہوے مکانات وغیرہ مین اعتراض کرنے لگے تو کسقدر انکو شاق ہوگا۔ طرز تقریر سے انکے معلوم ہوتا ہے کہ لات لکھی کی ضرور نوبت پہونچیگی کیونکہ انکو تحصیل فن انجنیری اور اسکی تکمیل اور عمل مین نوبت ہی

کہان آئی کہ مسلمانون کے دینی علوم سے جو بحر زخار ہین ماہر ہوسکین باوجود اسکے اگلے پچھلے علماء کو جنکے طفیل سے ہم تک دین پہونچا مغلطات سناتی ہین نحو خاص انکے فن مین کوئی دخل دے تو اسکا کیا حال ہوگا غرضکہ ذاتی لیاقت سے کوئی تعلق نہین انہون نے ایک فرقہ کو دیکھ لیا کہ مسلمانون کو مشرک بنایا کرتے ہین اورشرک فی الاعتقاد اورشرک فی العمل وغیرہ جو انکے زبان زد کلمات ہین سن لئے اور آگے نظر بڑہائی اور کچھہ آریا وغیرہ کی کتابین بہی نظرون سے گذرین تو تیزی طبع سے یہانتک بلند پروازیان کین کہ طبقہ صحابہ تک کو مشرک بنا چھوڑا اور درباطن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بہی الزام لگادیا کیونکہ صحابہ ان امور کو کیا جانین حضرت ہی کے تعلیم کا وہ اثر تھا جیسا کہ اس آیہ شریفہ سے ظاہر ہے یُعَلِّمُکُمُ الْکِتَابَ اسکے سوا صدہا آیتون سے بہی ثابت ہے اب وہ حضرات (جو مسلمانون کو بات بات مین مشرک بناتے تھے خصوصاً حنفیہ اور مشائخین کو مشرک بنانے کا ٹہیکہ ہی لے لیا تھا) دم بخود ہین۔ کہ شرک فی الکلمہ اور شرک فی العبادت وغیرہ باتین تو وہی معمولی ہین جو ہمارے زبانون پر دن رات جاری ہین مگر اس مصنوعی شرک کا گولہ بے طور بہیجا گیا جس سے جان بچانا مشکل ہے۔ ممکن ہے کہ چند روز سوچنے مین کوئی جواب خیال مین آجائے تاہم اس فرقہ کے جہال پر اسکا اثر ضرور پڑے گا۔ وہ اپنے علماء سے ضرور پوچھینگے کہ حضرت ہم تو مسلمانون کو بڑے ذوق وشوق سے مشرک بنائے نبی صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے تصور کو بھی شرک کہا کرتے تھے مگر یہہ ہمارے ہی استاد نکلے کہ ہم سے سیکہ کر ہم ہی کو مشرک بنا رہے ہین اور بات بہی ٹہیک ہے کہ التحیات اور درود کا پڑہنا تو ضرور مگر اسکے معنی کا خیال حرام جیسپر کجدار و مریز کی مثل صادق آتی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے برابر کے بھائی سمجھنا اور انکی حدیثون پر عمل کرکے اہل حدیث کہلانا البتہ محل اعتراض ہے اگر حدیث کے مقابلہ مین اہل فقہ گمراہ ہین تو قرآن کے مقابلہ مین اہل حدیث بھی ہدایت پر نہین ہوسکتے غرضکہ اس فرقہ کا کچھہ نہ کچھہ اثر انکے دلون پر ضرور ہوگا یھہ نتیجہ اس افراط و تفریط کا ہے جو قرآن و حدیث مین توسط کی راہ جو بتلائی گئی اسکو چھوڑکر ایک پہلو اختیار کیا گیا۔ مگر الحمد للہ اہل سنّت وجماعت کے اعتقاد پر ان باتون کا کچھہ اثر نہین ہوسکتا۔ ہمارا ایک ہی جواب ہے کہ ان وساوس شیطانی پر لاحول پڑہکر کہینگے کہ ہمارا دین و ایمان وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو فرمایا اور وہ ہم تک نسلاً بعد نسلٍ پہونچا کیونکہ خدائے تعالے قرآن شریف مین صاف فرمایا ہے کہ مسلمان لوگ جس راستے پر ہون وہی اختیار کرو اور جو کوئی اس راستے سے جدا ہوا وہ دوزخی ہے کما قال تعالی۔ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر مین حق تعالی فرمایا ہے اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا

لِتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔ یعنی اے پیغمبر ہم نے تمکو بھیجا احوال بتانے والے اور خوشی اور ڈر بتانے والے تاکہ تم لوگ اے مسلمانون یقین لاو اللہ پرا اور اوسکے رسول پرا اور رسول کی تعظیم و توقیر و اجلال کرو اور صبح و شام اسکی پاکی بیان کرو انتہےٰ۔ اگر تُسَبِّحُوْهُ کی ضمیر خدا یتعالی کی طرف راجع ہے تو ظاہر ہے کہ وہ تمام عیوب سے منزہ ہے اور اگر سیاق کلام اور انتشار ضمائر کے لحاظ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہو تو حضرت کی تنزیہ وہی ہوگی جو حضرت کی مناسب حال ہو یعنے بے دین جو حضرت پر الزام لگاتے ہین کہ آپ ہی ہم جیسے ایک معمولی آدمی تھے کوئی فضیلت آپ مین نہ تھی یا ساحر تھے وغیرہ وغیرہ ان سب نقائص سے آپ پاک ہین جب خدا ہی تعالی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کرنے کا ہمین حکم دیا اور حضرت نے تعلیم کی کہ عین نماز مین ایہا النبی کہکر اپنے دلمین مجھے پکارو اور خطاب کرکے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ کہو تو اب ہمین کسکا خوف ہے شعر ؎ گر طمع خواہد زمن سلطان دین ؛ خاک بر فرق قناعت بعد ازین ؛ اگر خوف ہے تو ان لوگون کو ہے جو نہ خدا کی مانین نہ رسول کی خدائے تعالی نے تو تعظیم و توقیر کرنے کو فرمایا جس سے مقصود آپ کی تعظیم و توقیر کرانی ہے اس صورت مین آپکی توہین خدای تعالی کی توہین ہوگی دیکھئے خدائے تعالی کو منظور تھا کہ آدم علیہ السلام کی تعظیم و توقیر ہو فرشتون کو

یہین کرتی ہے بات شیطان

حکم ہوا کہ انکو سجدہ کرین چونکہ وہ مقربین بارگاہ تھے فوراً بے چون وچرا سب سجدہ مین گر پڑے اور ابلیس گو بڑا عابد تھا مگر جنگلی تھا لگا کہنے کہ حضرت کہان شان مسجودیت اور کجا آدم بیچارے ابہی مٹی پانی مین پڑے لوٹ رہے تھے بہلا یہہ کیونکر ہوسکے کہ سجدہ جو خاص شان کبریائی کے شایان ہے اونکو روبرو کیا جائے آخر اس توہین کا جو نتیجہ ہوا ظاہر ہے یہہ تو ہر مسلمان جانتا ہے اور قرآن شریف سے بھی ثابت ہے کہ شیطان آدمی کا جانی دشمن ہے اسکو منظور ہے کہ کسیطرح آدمیون کو کافر اور دوزخی بنادے یون تو بہت سے طریقے گمراہ کرنے کے اسے یاد ہین مگر خاص طریقہ اسکو ایک ایسا معلوم ہے جسمین حتماً کامیابی ہو کیونکہ اسکے ذاتی تجربہ ہے وہ موثر ثابت ہو گیا ہے وہ یہہ ہے کہ خدای تعالی کو جن حضرات کی تعظیم و توقیر کرانا منظور ہے انکی توہین کیجائے اور اسکا ذریعہ یہہ کہ شرک کے مضامین مین موشگافیان کرکے اسکا دائرہ ایسا وسیع کیا جائے کہ اس تعظیم و توقیر مین شرک کی جہت قائم ہو جائے۔ یہہ طریقہ اس نے اُن لوگون کے لئے خاص کر رکہا ہے جنکو عبادت اور فضیلت ذاتی پر گہمنڈ ہو کیونکہ انکی نظرون مین سوائے خدائے تعالے کے کسی کی عظمت نہین ہوتی کیسا ہی معزز شخص ہو انکو حقیر دکہای دیتا ہے دیکہئے آدم علیہ السلام جیسے معزز شخص کو ابلیس نے حقیر سمجہا ہر چند خدا کے مقابلہ مین انکی کوئی عظمت نہ تہی مگر اسکو تو انکی تعظیم اور سجدہ کرنیکی ضرورت تھی مگر اپنی عبادت اور موحد ہونے پر اسے گھمنڈ تھا شرک عبادت کو گوارا نہ کیا اور انکی

تعظیم نہ کرکے ابد الآباد کے لئے ملعون ٹھہرا۔ بخلاف اسکے جو لوگ اپنے آپ کو گنہگار سمجھکر اپنی بخشایش کی فکر مین رہتے ہین پھلے انکی نظر مقبولان بارگاہ آلٰہی پر پڑتی ہے اور اپنے آپ کو انکے مقابلہ مین ذلیل سمجھکر صدق دل سے انکی تعظیم و توقیر اس خیال سے کرتے ہین کہ شاید کبھی انکی توجہ ھمارے حال پر مبذول ہو جاے اور بارگاہ الٰہی مین ہماری طرف سے بطور شفاعت کچھہ عرض کردین تو انکی سفارش سے ہماری دینی اور دنیوی مقاصد باسانی حاصل ہو جائین۔ کیونکہ صحیح حدیثون سے یہہ ثابت ہے کہ حق تعالی انکی دلشکنی نہین چاہتا وہ خداے تعالے کو ارحم الرّاحمین ضرور جانتے ہین مگر جہان توجہ رحمت کے اور اسباب ہین ایک یہہ بھی سبب قوی ہے کہ مقبولان بارگاہ اون سے راضی ہون اور یہی وجہ تہی کہ صحابہ کرام آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ایسے بیٹھتے کہ کوی غلام بھی اپنی آقا کے ساتھہ ایسی عاجزی نہین کرتا اسکے چند نظائر ہم احادیث سے انوار احمدی مین ذکر کر چکے ہین۔ اب اگر اس لحاظ سے کہ عبادت غایت تذلل کا نام ہے یہہ تذلل بھی معاذ اللہ شرک ہی کے قطار مین شریک کر لیا جائے تو یہہ نسبت دور نگ جائیگی جسکو کوئی مسلمان جائز نہین کہہ سکتا

اب مشرک بنانے والے حضرات اگر کہین کہ مشرکین بھی اپنے دیوتاؤن کے شفاعت کے قائل ہین اسلئے شفاعت کی امید مشرکانہ خیال ہے اور اُس امید پر بزرگان دین کی تعظیم کیجاے تو وہ بھی مشرکین مین داخل ہونگے تو اس آیۂ شریفہ پر غور کرنا چاہیئے جو حق تعالی فرماتا ہے۔ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ

یعنی کون ہے جو شفاعت کر سکے بغیر اللہ کی اجازت کے اگر اسکا یہ مطلب
سمجھا جاسے کہ خدا کی بارگاہ مین کوئی شفاعت نہین کر سکتا تو اِلَّا بِاِذۡنِہٖ بیکار
ہوسے جاتا ہے حالانکہ اوس سے صاف ظاہر ہے کہ شفاعت وسفارش کی اجازت
ہوگی اب یہان غور کرین کیا بتون کو اجازت ہوگی کہ اپنے پرستش کرنے والونکی
شفاعت کرین ہرگز نہین بلکہ اجازت اونہین مقبولان بارگاہ الٰہی کو ہوگی جنکی تعظیم
وتوقیر تمام خلق مین کرانی منظور ہے وہ کون ہین ہمارے سید الاکوان علیہ الصلوٰۃ
والسلام ہین جنکی شان مین ارشاد ہے تعزروہ وتوقروہ وتسبحوہ بکرۃ
واصیلا۔ اور اونکے اتباع اور طفیلی جیساکہ صحیح احادیث سے ثابت ہے جو بخاری
شریف وغیرہ مین موجود ہین۔
یہان تہوڑا سا اور بھی غور فرمالین کہ عرصہ محشر مین جب تمام لوگ خدائے تعالے
کے روبرو حاضر ہونگے اور کسی قسم کی روک ٹوک نہوگی تو ایسے موقعہ مین خدائے تعالے
سے خواستگار مغفرت نہوکر کل اہل محشر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
کس غرض سے آئینگے۔
اسکا جواب یہی ہوسکتا ہے کہ وہان کے مصائب سے رہائی پاکر جنت مین داخل ہونیکے
لئے آپ سے مدد چاہینگے اب کہئے کہ یہ استعانت بالغیر ہوئی یا نہین اگر استعانت بالغیر
مطلقاً شرک ہے تو خدائے تعالی کے روبرو یہ شرک کیسا؟ پھر یہ ثابت ہے کہ حق تعالی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو قبول فرماکر عموماً مقبولان بارگاہ کو شفاعت کی

اجازت عطا فرمائیگا اس سے ظاہر ہے کہ خدائے تعالی کو اپنے مقبول بندون کی وجاہت تمام عالم مین مسلم کرانا منظور ہے کیونکہ باطنی طور پر شفاعت کے اسباب اونھی لوگون کے حق مین قائم ہونگے جو علم ازلی مین قابل بخشایش ٹھیر چکے تھے ایسے لوگون کو بطور خود نہ بخشکر اونکے لئے شفاعت کا وسیلہ قائم کرنا اس بات پر دلیل واضح ہے کہ صرف اون حضرات کو سب لوگ معزز و مکرم سمجھین اور اونکے احسانات کے ممنون ہون۔

اب رہی یہ بات کہ کیا شفاعت صرف قیامت ہی مین ہوگی سو اسپر کوئی دلیل نہین بلکہ ہر مسلمان کو حکم ہے کہ مسلمانون کی مغفرت وغیرہ کے واسطے دعا کیا کرین۔ یہ دعا شفاعت نہین تو اور کیا ہے ؟۔

شاید یہان یہ اعتراض کیا جائیگا کہ اولیاء اللہ کی زیارت کو جاکر اون سے مرادین مانگتے ہین یہ شرک ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اپنے حاجت روائیونکے واسطے شفاعت طلب کرنا تو کسی طرح شرک نہین ہوسکتا اب رہا یہ کہ وہ سنتے ہین یا نہین سو یہ مسئلہ دوسرا ہے اسکے دلائل کتب کلامیہ مین مذکور ہین اتنا تو قرآن شریف سے بھی ثابت ہے کہ خدائے تعالے اونکو لوگون کی باتین سنا سکتا ہے کما قال تعالیٰ۔ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ۔ یعنے تم مردون کو نہین سنا سکتے اور اللہ جسکو چاہتا ہے سناتا ہے جب یہ ثابت ہے کہ خدائے تعالے اونکو زائرین کے باتین سناتا ہے جیسا کہ احادیث مین مذکور ہے تو دور رہنے والونکی دلکی باتین بھی

اونکو سنا دے تو کیا تعجب ہے پھر قطع نظر اسکے کہ وہ سنین یا نہ سنین جب خدائے تعالے
کو بھی منظور ہے کہ اونکو نیکنام کرے جیسا کہ ابھی معلوم ہوا تو جن امور مین لوگ اون سے
شفاعت چاہتے ہین خود اونکی حاجت روائیان کردے تو کیا بعید ہے یہی وجہ ہے
کہ باوجودیکہ صدہا سال گذر گئے ہین مگر اولیاء اللہ کی قبرون پر میلے لگے رہتے ہین
اگر لوگون کی مرادین اونکے طفیل مین حاصل نہوتین تو کسکو غرض تہی کہ مشقتین
اٹھا کر اونکی زیارتون کو جائے اور ہزارون روپیہ ایصال ثواب کیلئے خرچ کرے
یہ فقط اونکی مقبولیت کا اثر ہے ورنہ صدہا سلاطین مر گئے اور اپنا نام باقی
رکہنے کے لئے لاکہون روپیون کی گنبدون مین مدفون ہوئے مگر کوئی اونکو
پوچہتا بھی نہین صحیح حدیث شریف مین وارد ہے کہ جب حق تعالی کسی بندہ کو
دوست رکہتا ہے تو لوگون کے دلون مین اوسکی محبت ڈال دیتا ہے انتہے۔
چنانچہ اوسکے بھی اسباب ہوتے ہین کہ لوگونکی مرادین اونکے طفیل مین حاصل ہونے
لگتی ہین جب خدائے تعالی اپنے دوستون کا حامی ہو تو اونکی توہین کرنے اور مسلمانون
کو اونکی تعظیم و توقیر کرنے سے مشرک بنانا کسقدر خدائے تعالی کے مرضی کے خلاف ہوگا
ہان اسکا اہتمام کرنا ضرور ہے کہ اونکی نسبت یہہ خیال نہ کیا جائے کہ اگر خدائے تعالی
کسی کام کو نہ بھی چاہے تو وہ مستقل طور پر کرسکتے ہین ۔
الحاصل شرک کے دائرہ کو اسقدر وسیع کرنیکی کوئی ضرورت نہین کہ حتی الامکان کل
یا اکثر مسلمان اسمین داخل ہوجائین اسی توسیع کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ جنکو اسلام سے کوئی

تعلق نہین کل مسلمانون بلکہ صحابہ تک کو مشرک قرار دے رہے ہین نعوذ باللہ من ذلک

کلام اسمین تھا کہ مولوی انجنیر صاحب درود وغیرہ کو شرک بتاتے ہین
اونکو یہ خیال کرنا چاہیئے تھا کہ حق تعالی فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا
یعنے اللہ تعالی اور فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہین۔ اے مسلمانو تم بھی اون پر درود اور سلام بھیجو انتہے۔

جب حق تعالی نے ہمین درود وسلام بھیجنے کا حکم فرمایا ہے تو ہم اس امر الٰہی کے امتثال مین جب تک مشغول رہینگے عبادت الٰہی مین رہینگے خواہ نماز مین ہون یا خارج نماز۔ معلوم نہین کہ نماز مین عبادت کرنا کیون برا سمجھا جارہا ہے۔

انجنیر صاحب کو یہ بھی معلوم نہین کہ درود اور رحمت الٰہی کیا چیز ہے اونہون نے اسکا مطلب یہی سمجھا ہے کہ درود وسلام بھیجنا حضرت کو دنیا مین واپس بلاتا ہے جیسا کہ اونہون نے جو مثال اکبر بادشاہ کی دی ہے اوس سے واضح ہے۔ اب کہئے کہ ایسی سمجھہ والے شخص کو دین سے کیا تعلق جاہل سے جاہل مسلمان بہی درود کے یہ معنی نہین سمجھتا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اون کو عالم مابعد الموت پر ایمان ہی نہین ہے اونکا خیال ہے کہ جو کچھہ ہوتا ہے اسی عالم مین ہے نہ دوسرا عالم ہے نہ اوسمین رحمت الٰہی کی ضرورت ہے۔ کل اہل اسلام جانتے ہین کہ جس شخص کو آخرت پر ایمان نہو وہ مسلمان ہی نہین کیونکہ تمام قرآن شریف مین مضمون یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

صد ہا جگہہ مذکور ہے اب جو لوگ انکے نام اور دعوی عمل بالقرآن کو دیکھکر دہوکے
مین پڑے ہوے ہین اون کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ صرف دہوکہ ہی دہوکہ ہے۔
دیکھہ لیجئے کلمۂ طیبہ کی نسبت لکھتے ہین کہ محمّد الرسول اللہ سے توحید کی
مٹی پلید کی اور معاذ اللہ اس جملہ کو گو بر کیساتھہ تشبیہ دی اب اون مین اور آریہ
وغیرہ مخالفین اسلام مین فرق کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ جیسے آریہ وغیرہ ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت مغلظات سناتے ہین اور ہمارے دین کی توہین
کرتے ہین یہ بھی وہی کام کر رہے ہین۔ تمام مسلمانون بلکہ صحابہ تک کو مشرک کہدیا
اور در باطن قرآن پر الزام لگایا کہ اب تک قرآن نے جو تعلیم کی جسکے تمام مسلمان
قائل ہین یہ شرک کی تعلیم تھی اب بہی اگر مسلمان لوگ اونکو مسلمان اور اہل قرآن
سمجھین تو اون کی عقل کی خوبی ہے۔

اونہون نے جو انجمن قائم کی ہے جسکے مقاصد یہ ہین۔ اتحاد مذاہب عالم۔
تعصّب کی بیخ کنی۔ کتب الہامی کی باہمی مساواتون کو پبلک مین پیش کرنا۔ ادیان
مختلفہ کی باہمی نقائض دور کرنے کے لئے دودہ کا دودہ پانی کا پانی الگ کر دکہانا وغیرہ
وغیرہ۔ اس سے بہی ظاہر ہے کہ اونکو خاص اسلام سے کوئی تعلق نہین۔ جو نسبت
اونکو اسلام کے ساتھہ ہے وہی کل مذاہب کے ساتھہ ہے البتہ مغلظات سنانے مین
مسلمانون کی طرف اونکا روئے سخن زیادہ ہے اس وجہ سے کہ مسلمانون کی حالت
جو ان دنون ہے ظاہر ہے۔

انجنیر صاحب جو کل مذاہب کو ایک کرنے کی تجویز نکالی ہے اوسکی مثال بعینہٖ ایسی ہے کہ کسی گورنمنٹ کی رعیت ایسا قاعدہ قرار دے کہ سب گورنمنٹون کے نزدیک جو بات مسلم ہو مثلاً یہ کہ ہر گورنمنٹ کا فرض منصبی انتظام ہے سو ہم اپنے طور پر کرلین گے خاص خاص ٹکسین وغیرہ خدمات جو گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہین اونکی کوئی ضرورت نہین۔ تو کیا ایسے لوگ کسی ایک گورنمنٹ کی رعیت سمجھے جائینگے یا سب سے باغی سمجھے جائین گے۔

اگرچہ انجنیر صاحب کی انجمن کا مقصود یہ ہے کہ تمام روے زمین کے مذاہب ایک ہو جائین تو سب جھگڑے مٹ جائینگے۔ مگر یہ صرف خیال ہی خیال ہے تعصب مذہبی کسی مذہب والے کو ہرگز اسطرف آنے نہ دیگا۔ اور جن کو تعصب مذہبی نہو اونکی لامذہبی خود ایک مذہب ہو جائیگی اور اوسکا تعصب ضرور ہوگا۔

دیکھہ لیجیے کہ جتنے لامذہب ہین اونکو اتنا تعصب ہے کہ اہل مذہب کو نہین باوجودیکہ مسلمان کہلاتے ہین مگر جن لوگونکو مسلمان سمجھتے ہین اونکی توہین مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھتے خصوصاً مولوی اور مشائخین کے تو خون کے پیاسے ہین۔ کہئے یہ تعصب نہین تو کیا ہے۔

ندوۃ العلماء اس غرض سے قائم ہوا تھا کہ کل اہل مذاہب مین باہمی صلح کرائین مگر بجائے صلح کے ایک نئی مخالفت قائم ہوگئی چنانچہ طرفین سے رسالہ بازیان اتنی ہوئین کہ ہزار ہا روپیہ اوسمین صرف ہوئے اور پہلے سے جن علماء و مشائخین مین اتحاد

مذہبی کی وجہ سے اتحاد تھا اون مین سخت دشمنی واقع ہوگئی۔ حالانکہ اوسمین کل مذاہب کو ایک کرنا مقصود نہ تھا بلکہ صاف اعلان دیا گیا تھا کہ ہر مذہب والے اپنے مذہب پر قائم رہین مگر صرف باہمی جھگڑے ترک کردین۔ غرض کہ انجمن اتحاد مذاہب عالم ایک نئی مخالفت کی بنیاد قائم کررہی ہے چنانچہ ابہی سے دل آزار کلمات کی بھرمار شروع ہوگئی۔ کون مسلمان ہوگا کہ کلمہ طیبہ جس پر اون کے دین کا مدار ہے اوسکے نسبت یہ الفاظ سنے (معاذ اللہ محمد الرسول اللہ نے توحید کی مٹی پلید کی اور اسلام کی بنیاد کو شرک کے گوبر سے لیپ دیا) اور اوسکو غصہ نہ آئے۔ کیا ایسے کلمات نقض امن کے باعث نہون گے؟ کیا مسلمانون کے اشتعالک طبع اس سے نہوگی۔ یہ بہی کوئی عقل کی بات ہے کہ کروڑ ہا مسلمانون کی دل آزاری کی جائے۔ ہم نے مانا کہ مسلمان اسوقت کچھہ کر نہین سکتے جس کی وجہ سے ہرکس وناکس کو اس قسم کی توہین پر جرأت ہوتی ہے مگر آخر ایک عقلمند امن دوست گورنمنٹ کے ظل حمایت مین ہین۔

اہل اسلام تو انکے ان چند تقریرون کو سنکر مشتے نمونہ خروارے سمجھہ جائینگے اور ان مذاہب کو تودۂ طوفان سے زیادہ وقعت نہ دینگے۔ مگر ہمارے نوخیز علماء کی فکر ہے کہ یہہ حضرات ملانہ کے لفظ سے بہت ہی گہبراتے ہین۔ چنانچہ اسی ہیبت کے مارے کہ کہین دین دار عالم ہونے پر گواہی نہ قائم ہوجائے جس سے ملانہ کہنے کا کسی کو موقعہ ملجائے اکثر داڑہی کو رخصت ہی کردیتے ہین۔ جلسہ دستار بندی مین چند ساعتون کیلئے عالمانہ

لباس جو زیب بدن کیا تھا طاق نسیان مین رکھکر اس اندیشہ مین رہتے ہین کہ کہین کوئی یاد کرکے ملانہ این کا دھبہ نہ لگا دے۔ اگرچہ حضرات جسطرح۔ الظاہر عنوان الباطن کا کچھہ خیال نہ کرکے ہمشکل ہوگئے ہمزبان بھی ہوجائین اور ہان مین ہان ملانے لگین تو بڑی مشکل ہوگی۔ خدا ے تعالی ان حضرات کو استقامت فی الدین عطا فرماکر گروہ لایخافون لومۃ لائم مین شریک فرمادے آمین۔

ان حضرات کو ضرور ہے کہ اس آیہ شریفہ کے مضمون مین غور و فکر کرین قولہ تعالی

وَلَقَدْ كَانُوا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّونَ الْأَدْبَارَ ۚ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُولًا ۝ قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِنْ فَرَرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذًا لَا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُمْ مِنَ اللّٰهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءًا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۚ وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا ۖ وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُمْ بِأَلْسِنَةٍ حِدَادٍ أَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۚ أُولَٰئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَأَحْبَطَ اللّٰهُ أَعْمَالَهُمْ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرًا ۔ یعنے حالانکہ یہی لوگ اس سے پہلے خدا سے عہد کرچکے تھے کہ دشمنون کے مقابلے مین پیٹھہ نہ پھیرینگے اور اس عہد سے بازپرس ہوگی اے پیغمبر اُن سے کہو کہ اگر تم موت یا قتل کے خوف سے بھاگتے ہو تو یہہ بھاگنا کچھہ بھی نفع نہ دیگا

اور بھاگ

اور بھاگ بھی گئے تو دنیا مین تہوڑا فائدہ اٹھاوگے۔ اے پیغمبر
ان لوگون سے کہو کہ خدا تمہارے ساتھہ کوئی برائی کرنی چاہے تو کون
اس سے بچا سکے یا تمپر اپنا فضل کرنا چاہے تو کون اسکو روک سکتا ہے
اور خدا کے سوا کوئی دوست اور مددگار وہ نہ پائینگے۔ خدا ان لوگون کو
خوب جانتا ہے کہ کون تم مین سے دیر کرتے ہین اور اپنے بھائیون سے
کہتے ہین کہ ہماری طرف چلے آؤ اور جنگ مین بہت کم آتے ہین وہ تمہاری
مدد کرنے مین بخل کرتے ہین پھر جب ڈر کی کوئی بات پیش ہو جاتی ہے تو انکو
دیکھتے ہو کہ مأیوسانہ تمکو دیکھتے ہین انکی آنکھین ایسی گھومتی ہین جیسے کسی پر بیہوشی
طاری ہو پھر جب ڈر کا وقت گیا تو دل خراش باتون سے تمکو ایذا دیتے ہین
خیر پر وہ بہت بخیل ہین یہہ لوگ حقیقتاً ایمان لائے ہی نہین تو خدا نے انکے ہر عمل کو
جو کچھہ بھی کئے تھے اکارت کر دئے اور اللہ کے نزدیک یہہ آسان سی بات ہے انتھے[۱]
دیکھیئے موقعہ جنگ مین جاکر شہید ہو جانا کوئی آسان بات نہین مگر جن لوگون نے
باوجود اقرار شرکت کے بمقتضائے بشریت اس سے پہلوتہی کی انکو کیسی زجر و توبیخ
ہو رہی ہے یہانتک تو ہوا کہ انکے اعمال حبط کر دیے گئے اب یہہ حضرات غور
فرماوین کہ جب دینی مدارس مین علوم اسلامیہ کی تحصیل کے لئے گئے اور مخالفین
اسلام کے مقابلہ کا سامان اور آلات فراہم کرلیا تو گویا وعدہ کیا کہ ہم انکے مقابلہ مین
پیٹھہ نہ پھیرینگے پھر اگر انکے چند توہین آمیز کلمات کی بھی برداشت نہ کرکے انکے مقابلہ

سے پیٹھہ پہیر دین تو کیا اسکی بازپرس نہ ہوگی کہ باوجود آلات واسباب مناظرہ جمع کرنے کے کیون جبن اختیار کیا اور ایسے نازک وقت مین کہ مخالفین اسلام ہر طرف سے یورشین کر رہے ہین اور اعتراضون کی بوچھاڑ ہو رہی ہے جس سے گروہ کے گروہ اسلام سے خارج ہوتے جاتے ہین باوجود قدرت کے اسلام کی مدد نہین کی اور چند روزہ زندگی کو آسودگی مین بسر کرنے کی غرض سے اسلام کو بے کسی کی حالت مین چھوڑ دیا اور اپنے بھائیون کو ان بے رحمون کے ہاتھہ سے جو ابد الآباد کے عذابون مین مبتلا کرتے جاتے ہین۔ دیکھکر کچہہ بھی غمخواری نہ کی۔ حق تعالی اہل اسلام کو توفیق عطا فرماوے کہ اپنے اپنے فرائض منصبی ادا کرنے مین کوتاہی نہ کرین تاکہ بحسب وعدہ ان تنصروا اللہ ینصرکم حق تعالی کی نصرت متوجہ ہو۔

واضح رہے کہ جتنی حدیثین اس رسالہ مین لکھی گئین سب کنز العمال اور ترغیب وترہیب منذری ؒ مین موجود ہین چونکہ یہہ کتابین چھپ گئی ہین اسلئے اصل احادیث اختصار کی غرض سے
نقل نہین کی گئین۔

مدرسۂ نظامیہ کے تحتانی طلبہ سے عام جلسوں مین اسغرض سے تقریرین کرائی جاتی ہین کہ اونپر رعب مجلس رہے انمین سے چند تقریرین جنمین کسیقدر مذاق علمی ہے ہدیۂ ناظرین کیجاتی ہین ۱۲

مہتمم مقاصد الاسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

(اما بعد) ایھا السادۃ الکرام۔ حدیث قدسی مین وارد ہے "کُنتُ کَنزاً مَخفِیًّا فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفَ فَخَلَقتُ الخَلقَ" جسکا مطلب یہ ہے کہ ذات بحت ایک مخفی خزانہ تھا اوسکی مشیت کا اقتضا ہوا کہ اپنی ذات کو جو جمیع صفات کمالیہ کی مستجمع اور متضادہ و متباینہ اوصاف کی جامع ہے جلوہ گر شہود وعیان کرے اور اپنی بے رنگی کا جلوہ آئینہ رنگ ولون مین مشاہدہ فرمائے تو اوسوقت اوس نے مخلوقات کے تخلیق کا سلسلہ چھیڑا۔ کائنات کے تکوین کی بنیاد ڈالی اور تمام عوالم کو پیدا کر کے جلوہ افروز عالم ناسوت وشہادت ہوا۔ ؎

از خود بخود آن یار گرانمایہ سفر کرد	ہم عین سفر بود ہم او حاصل فی العین
نے نے سفرے نیست درین زہ بحقیقت	از عین شہود ے تو اگر دور شود نین

چونکہ جب خلقت کی بڑی اور اہم غایت جیسا کہ مذکورہ حدیث قدسی سے ظاہر ہے

"معرفت" رکھی گئی تو اس غایت کی تکمیل کے لئے تمام موجودات مین صرف حضرت انسان ہی منظور نظر ٹھیرے جیسا کہ ارشاد ہے۔ قولہ تعالے
سورۂ احزاب ع ۸
إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا۔ جسکے مضمون کو حافظ شیرازی رحمہ اللہ تعالی نے یون سلک نظم مین منسلک فرمایا ہے ؎

آسمان بار امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

جب حضرت انسان بلحاظ منظور نظر ہونے کے مرضی خداوندی کے مطابق اپنی تیزی طبع کے باعث اس بھاری جوے کو اپنی گردن پر لیکر اس امانت کے ذمہ دار ہوگئے اور بطور فخر کے ؎

بار وجود خویش نتابد دلم زضعف
لیکن زبار عشق کشیدن ضعیف نیست

کا دعوی فرمانے لگے تو اوسوقت انکے امتحان کی غرض سے ایک بھاری اور قابل رشک وحدسلطنت کی ذمام اختیار ان حضرت کے ہاتون مین دیا جانا مقدر ہوچکا۔
چونکہ زمینی سلطنت سب کے نظرونمین ایک بڑی نعمت عظمی خیال کیجاتی تہی اسلئے جب یہ خبر عالم ملکوت کے گوشگذار ہوئی تو پھر کیا تھا؟ تمام عالم بالا مین کہلبلی ورہلچل مچگئی

اور ہر گوشہ گوشہ سے چہ میگوئیان شروع ہوین اور اس تقسیم پر سخت ناراضگی
سورہ بقر ع کا اظہار ہونے لگا کما قال تعالی وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ
فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ
الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ یعنے جب تمہاری پروردگا
نے فرشتون سے کہا کہ مین زمین مین اپنا ایک نائب اور خلیفہ بنانے والا ہون
تو فرشتے بولے کیا تو ایسے شخص کو خلیفہ بناتا ہے جو اوسمین فساد پھیلائے۔
اور خونریزیان کرے۔ اگر تو بنانا ہی چاہتا ہے تو ہمکو بنا کہ ہم شب و روز تیری تسبیح
و تقدیس مین مصروف رہتے ہین۔ اوسوقت خداوند تعالی نے اونکو یہہ کہکر
خاموش کرادیا کہ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ یعنے مین اون باتون کو جانتا ہون
جنکا تمہین علم بھی نہین۔ پھر اسکے بعد اس دعوے کو یون مبرہن کردیا کہ اس
خدمت کے استحقاق اور تقرر کیلئے ایک امتحان قرار دیا گیا جس سے یہ ثابت
ہوگیا کہ اگر اس نیابت و خلافت کا کوئی مستحق ہوسکتا ہے تو وہ صرف
انسان ہے کما قال تعالی۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ
سورہ بقر ع ۱ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ
الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ؕ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ
بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ ۵ یعنے اور آدم کو سب چیزون کے نام بتلادئے پہر اون چیزون کو فرشتون کے روبرو پیش کر کے فرمایا کہ اگر تم اپنے دعوے مین سچے ہو تو ہمکو ان چیزون کے نام بتاؤ۔ بولے تو پاک ذات ہے جو کچھہ تونے ہمکو بتادیا ہے اوسکے سوا ہمکو کچھہ معلوم نہین بے شک وشبھہ تو ہی جاننے والا اور مصلحت کا پہچاننے والا ہے تب خدائے تعالے نے آدم کو حکم دیا کہ اے آدم تم فرشتون کو ان چیزون کے نام بتادو پھر جب آدم نے فرشتون کو اون چیزون کے نام بتادئے تو خدا نے فرشتون کی طرف خطاب کر کے فرمایا کیون ہم نے نہین کہا تھا۔ کہ آسمانون اور زمین کی سب مخفی چیزین ہمکو معلوم ہین اور جو کچھہ تم اب ظاہر کرتے ہو وہ اور جو کچھہ تم ہم سے چھپاتے تھے وہ سب ہمکو معلوم ہے۔

فرشتون نے اپنی خدمات تسبیح وتقدیس ظاہر کر کے خلافت آلہی کے لئے اپنا استحقاق ثابت کرنا چاہا تھا اور انسان کے ظاہر حال سے دہوکے مین آکر اوسکو مفسد اور خونریز بتایا کیونکہ وہ مٹی سے بنایا گیا تھا اور مٹی اجزائے مختلفۃ الطبائع سے مرکب ہے جو غصیلا ہوگا وہ ضرور دوسرون پر زیادتی کرے گا۔

انسان کی عیب چینی سے فرشتون کا یہ مطلب تہا کہ وہ خلافت آلہی کے لائق نہین لیکن فرشتے انسان کی جسمانی ساخت پر اوسکے دلی خیالات کو قیاس کرتے تھے اور اس قیاس مین ایک طرح پر اس دعوی کا شائبہ بہی تہا کہ ہم انسان کے دل کا

حال جانتے ہین حالانکہ دلی خیالات پر مطلع ہونا خدا کا کام ہے تو یہ جو فرمایا وہ
کہ اگر تم اپنے دعوی مین سچے ہو" سو اس دعوی سے مراد وہی ضمنی دعوی ہے
جو فرشتون نے انسان کے دلی خیالات کے علم کا کیا تھا خدائے تعالے نے
فرشتون کو یون قائل کیا کہ تم انسان کے دلی خیالات پر بے ہمارے بتائے مطلع ہو تو
مخلوقات کے نامون پر بہی بدرجہ اولی مطلع ہو گے اذ لیس فلیس۔

الحاصل خالق عالم جل وعلا نے آدمی کو ایک وضع خاص کا مخلوق بنایا ہے اوسکی
طبیعت مین مختلف جذبات ہین جنمین اعتدال کا قائم رکہنا محال نہین تو دشوار
ضرور ہے اوسمین شہوت وغضب کے تقاضے ایسے رکہے گئے ہین جو اکثر اوقات
عقل پر غالب آجاتے ہین۔

غرض فطرت انسانی مین معصیت کا بہت کچہہ رجحان ہے فرشتے جنکو تقرب بارگاہ الٰہی
کا شرف حاصل ہے اور ارواح مجردہ ہین انہون نے اپنے اوپر خیال کر کے سمجہا
ہو گا کہ انسان اپنے میلان طبعی کیوجہ سے خلافت الٰہی کے قابل نہین معلوم ہوتا چنانچہ
اونہون نے اس خدشے کو حضرت رب العزت کے حضور مین ظاہر کر کے مصلحت
خلق انسان پر مطلع ہونا چاہا اور خدائے تعالے نے فرشتون پر اون کا عجز ثابت کر کے
اون سے اقرار کرا لیا کہ اون کا علم قاصر و محدود ہے مگر خدائے تعالی نے مصلحت
خلق انسان پھر بہی اونپر ظاہر نکی۔ سچ ہے۔

زاہد بہ نماز و روزہ ضبطے دارد　　ساقی بہ مئے دو سالہ ربطے دارد

معلوم نشد کہ یار مصروف بکیست　　ہر کس بخیال خویش خبطے دارد

العرض اسطرح تائید غیبی سے حضرت انسان کا بول بالا رہا اور تمام مخالفون کو انکے آگے گردن طاعت خم کرتے ہی بنی اور جو اس سے سرتابی کیا اوسکو ابدالآباد غضب ولعنت خداوندی مین مبتلا رہنا پڑا کما قال تعالیٰ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ یعنے اور جب ہم نے فرشتون سے کہا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو شیطان کے سوا سب کے سب سجدے کے لئے جہک پڑے اوس نے نہ مانا اور شیخی مین آگیا اور نافرمان بن بیٹھا۔ سورہ بقرع ۴

حاصل کلام وخلاصہ مرام اینکہ جب حضرت انسان اس خدمت کے ہر طرح مستحق ثابت ہوچکے اور اس خدمت کا پروانہ حاصل کرنیکو بارگاہ ایزدی مین حاضر ہووے تو اوسوقت باری تعالیٰ نے تمام انسانون کو جمع کرکے اونھی کی گواہی اور شہادت سے ایک اقرارنامہ لیا چنانچہ ارشاد ہے وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى۔ یعنے گواہ رکھا اونکے رب نے اونہی کو اونکے نفسونپر کہ کیا مین تمہارا رب نہین ہون؟ تو اونہون نے کہا کیون نہین بے شک تو ہمارا پروردگار پالن ہار ہے۔ سورہ عراف ع ۲۱

این جانِ عاریت کہ بحافظ سپرد دوست　　روزے رخش ببینم وتسلیم وے کنم

اسکا مطلب یہ کہ خداوند تعالیٰ نے انسان کے دلکو اسطرح کا بنایا ہے کہ از خود اوسکو

معلوم ہوتا رہتا ہے کہ خدا ہے اور اکیلا ایک ہے اسکے لئے نہ کسی دلیل کی ضرورت ہے اور نہ کسی سمجھانے کی حاجت۔ انسان کا سرّ اوسکا کانشنس اور باطن آپ سے آپ گواہی دیتا ہے اور یہ خیال خودبخود اوسکے دل سے پیدا ہوتا ہے۔

غرض انسان کی فطرت مین خدا اور اوسکے تمام صفات کا تسلیم کرنا داخل ہے مگر چونکہ ان حضرت کے ضمیر ہی مین نسیان کا مادہ رکھا گیا تھا اسلئے جب ان بزرگوار نے اون تمام عہود و مواثیق کے بعد خلافت و نیابت کا جائزہ اور چارج لیا تو اپنی فطرتی مقتضا کے موافق خوش حالی کے نشہ مین سارے عہود و مواثیق تمام غایات و حکم کو فراموش کر گئے اور عیش و نشاط اور رنگ ریلیون مین مصروف ہوکر فرمانے لگے۔

ع

این دفتر بے معنی غرق مے ناب اولی

چونکہ یہ بزرگوار قدیمی عنایتون کے مورد اتم تھے اسلئے اسوقت ہی خداوند تعالی نے اپنے خاص لطف و کرم سے انکو محروم نرکھا اور اونکے اون بھولے ہوے عہود و مواثیق کے تذکر دیا دہانی کی غرض سے وقتاً فوقتاً نبیون کو بھیجکر مطلع کرواتا رہا۔

انمین جو سعید ازلی تھے وہ تو اشارون ہی مین اپنے مقصود کو پا جاتے مگر شقی اور بدبخت کچھ دن تو راہ پر لگ جاتے پھر کچھ ایسا شیطان سر پر سوار ہوجاتا کہ تھوڑے ہی دنون مین سیدہی راہ کو چھوڑ گمراہی اور ضلالت مین مبتلا ہو جاتے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ صرف بنی اسرائیل کی قوم بتیس سال کے عرصہ مین کئی بار مرتد ہوے

اور کئے بار نبیون کو بہیجنے کی ضرورت ہوئی۔ مگر چونکہ یہ نیابت و خلافت ارض محض
امتحان کی غرض سے چند روز مستعار دیگئی تہی اور ایک روز چلکر اسکا سلسلہ بالکل
منقطع ہوناتھا پھر جب آئندہ چلکر نیابت ہی کا اختتام ہونے کو تھا تو بناءً علیہ
ضرور تھا کہ نبوت کا بہی خاتمہ ہوجائے اسلئے خداوند تعالی نے اس امر کو یون
پورا کیا کہ سب سے آخر مین ایک ایسے نبی کو مرسل فرمایا جو اوسکے خاص برگزیدہ
تھے جنکی نبوّت وحقانیت کا یہ اہتمام کیا گیا کہ پہلے انبیاؤن سے اونکی تصدیق پر
عہد وپیمان لیا گیا جیسا کہ ارشاد ہے۔ قولہ تعالی وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ سورہ الاعمران ۹ع
النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ
لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ
اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْہَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ ط
یعنے جب اللہ تعالی نے پیغمبرون سے عہد لیا کہ ہم نے جو تمکو اپنی کتاب اور عقل سلیم دی
اور پھر کوئی پیغمبر تمہارے پاس آئے اور جو کتاب تمہارے پاس ہے اوسکی تصدیق
بہی کرے تو دیکہو ضرور اوسپر ایمان لانا اور ضرور اوسکی مدد کرنا اور فرمایا کیا تم نے
اقرار کرلیا اور ان باتون پر جو ہم نے تم سے عہد و پیمان لیا ہے اوسکو تسلیم کیا ہے
تو اون تمامون نے عرض کیا کہ ہان ہم اقرار کرتے ہین تو فرمایا اچھا آج کے قول و قرار
کے گواہ ہو اور تمہارے ساتھ ہم بہی گواہ ہین۔

الغرض جب نبوت و رسالت کا سلسلہ اس فخر رسل اور خاتم الانبیاء کے بعد بالکل

مسدود ہی کر دینا قضاے الٰہی مین مقدر ہوچکا تھا تو اسلئے نبوّت و رسالت سے متعلق جتنے امور تھے اون سب کی بوجہ اتم و اکمل تکمیل و تتمیم کردیگئی جیسا کہ ارشاد ہے۔ قولہ تعالیٰ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ یعنے آج مین نے تمہارے دین کو بالکل مکمل اور تمیم تمام نعمتون کو پورا کردیا اور مین اسی سے راضی رہونگا کہ تم دین اسلام کے پابند رہو۔

سورہ مائدہ ١٤

جہان دین کے متعلق تمام باتون کی تکمیل کیگئی ہے وہان ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب بھی ایسی نازل کیگئی جو ظاہری و باطنی محاسن۔ صوری و معنوی خوبیون کی جامع اور حاوی ہے جیسا کہ ارشاد ہے قولہ تعالیٰ ذَالِكَ الْكِتَابُ لَارَيْبَ فِيْهِ۔ یعنے یہ وہ کتاب ہے جسمین شک و شبہ کو بالکل دخل نہین۔ منجملہ اوسکی اور خوبیون کے ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس کتاب کا افتتاح ایک ایسی آیت سے کیا گیا ہے جو خاص خصائص کتاب محمّد صلّی اللہ علیہ وسلم سے ہے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اُنْزِلَ عَلَيَّ اٰيَةٌ لَمْ تُنْزَلْ عَلٰى نَبِيٍّ غَيْرِيْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یعنے مجھپر ایسی آیت نازل ہوی ہے کہ اس سے پہلے میری سوا کسی نبی پر نازل نہین ہوی تھی وہ بسم اللہ الرّحمن الرّحیم ہے۔

یہان پر ایک شبہ وارد کیا جاتا ہے کہ یہ آیت جیسا کہ سورۂ نمل مین ہے

وَاِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اور نیز آئندہ دوسرے احادیث سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت دوسرے انبیاء پر بھی نازل ہوئی ہے پھر تو یہ خاصۂ قرآن نرہا۔

اسکا جواب مختلف طریقون سے دیا گیا ہے منجملہ اونکے ایک یہ بھی جواب ہے کہ آیت مذکورہ بلفظہ حضرت سلیمان علیہ السلام وغیرہ پر نازل نہین ہوئی تھی بلکہ جو آیت اونپر نازل ہوئی ہے وہ اسکے ہم معنے زبان عبرانی وغیرہ مین ہے تو اسکے بعد پھر کسی قسم کا تعارض باقی نہین رہتا۔

حضرات۔ میری اس تمہید سے منکشف ہوگیا ہوگا کہ اسوقت مین بسم اللہ الرحمن الرحیم سے متعلق اسرار۔ نکات اور فضائل پر گفتگو کرنیوالا ہون کسی شاعر[1] کا اقتباسی شعر ہے۔

ہست کلید در گنج حکیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسمین با مبنی بر کسرہ حرف جار ہے جو یہان الصاق یا استعانت کے معنے مین مستعمل ہے اور بسم اصل مین باسم تھا کثرت استعمال نے الف کو گرادیا جسکے بعد بسم رہگیا۔ اسم مفرد منصرف صحیح ہے جسکا اعراب حالت رفعی مین ضمہ۔ حالت نصبی مین فتحہ اور حالت جری مین کسرہ سے ہوتا ہے صورت زیر بحث مین لفظ اسم مجرور لفظاً ہے جو مضاف بتقدیر لام ہے کیونکہ اسکا مضاف الیہ نہ ظرف ہے

(۱) از نظم شیخ جلال الدین ابو محمد یوسف [illegible]

اور نہ ہم جنس۔ اور یہان پر اضافت عام کی بطرف خاص سے ہے جیسے خاتم حدید جو فائدہ بیان و وضوح کا دیتی ہے۔

اسم کے اشتقاق مین بصریون اور کوفیون مین اختلاف ہوا ہے۔

بصریون کا خیال ہے کہ یہ سمو سے مشتق ہے جسکے معنے علو کے ہین کیونکہ اسم کی شان اپنے قسیمین کے اعتبار سے بلحاظ عدم احتیاج کے مرتفع اور عالی ہے اسی وجہ سے اوسکو اسم کہا جاتا ہے۔

کوفیون کا خیال ہے کہ یہ وسم سے مشتق ہے جسکے معنے علامت کے ہین چونکہ اسم اپنے مسمی کی علامت ہوا کرتا ہے اسلئے اسکو وسم سے مشتق مانا ہے۔ مگر اس مذہب پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے جسکا جواب ابتک طرفداران کوفیین سے نہ بن پڑا اسی باعث اس مذہب کو محققین نحاۃ نے ضعیف خیال کیا ہے وہ یہہ کہ جب فعل بھی اپنے مسمی پر دلالت کرتا ہے جسکو فریق مخالف بھی تسلیم کرتا ہے تو چاہیئے کہ وہ بھی اسم ہو جائے ویکون بین اقسام المقسم الواحد تباین کلی کا اصول باطل ہو جائے حالیکہ اسکا کوئی بھی قائل نہین۔

لفظ اللہ کا اصل بعض نحاۃ نے لاہ بتلایا ہے پھر جب لام تعریف وسپر داخل ہوا تو مثل العباس والحسن وغیرھما اسماء کے جاری مجرائے علم ہو گیا۔ ہوگا۔ فقط

بعض نحاۃ کے پاس وہ غیر مشتق اور علم ہے جسکا اطلاق واجب تعالی ہی کے ساتھ مختص ہے غیر کو اوسمین شرکت نہین جنکی دلیل یہ آیت شریفہ ہے هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا یعنے توکسی کو خدا کے سوا جانتا ہے کہ اوسکا نام اللہ ہو۔

سیر کی بعض کتابون مین لکھا ہے کہ کسی شخص نے سیبویہ کو خواب مین نہایت ہشاش وبشاش اور سرخرو دیکھا دریافت کیا آپکی مغفرت کا کیا باعث ہوا انہون نے جواب دیا کہ بروقت پرسش میرا کوئی عمل کارگر اور مفید ثابت نہوا مگر یہ کہ مین اپنی زندگی بھر اسی کا قائل رہا کہ لفظ اللہ اعرف المعارف اور اوس ذات کا علم ہے جو جمیع صفات کمالیہ کی جامع اور مستجمع ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ صرف لفظ اللہ اسم اعظم ہے جو اسمائے حسنی مین اصل ہے کیونکہ تمام قرآن مین ہر اسم کے پہلے اسی سے شروع کیا گیا ہے اور تمام اسماء کی اضافت اسی کی طرف ہوتی ہے۔

اب رہی یہ بات کہ جب اسم اعظم ہو تو چاہیئے کہ اسکے توسل کے بعد ہر وقت دعا قبول ہوا کرے سو اوسکے وجوہ دوسرے ہین اور یہ لفظ اللہ جیسا کہ ابہی معلوم ہوا ذات واجب تعالی کا علم ہے جو لفظاً مجرور اور موصوف ہے۔

اور الرحمن صفت مشبہ کا صیغہ ہے جسمین الف نون زائدتان ہین اور یہ طے شدہ مسئلہ ہے کہ کل زیادۃ فی اللفظ تفید زیادۃ فی المعنی اس لحاظ سے اسکے معنے زیادہ رحم اور لطف کرنیوالے کے ہوئی۔

نحاۃ کا اسمین اختلاف ہے کہ آیا یہ غیر منصرف ہے یا منصرف جنہون نے شرط تاثیر یہ مقرر کی ہے کہ جب الف نون زائدتان کسی صفت کے صیغہ مین پائے جائین تو چاہیئے کہ اوسکا مونث فعلانہ کے وزن پر نہ آئے اس لحاظ سے یہ انکے پاس غیر منصرف ہوگا اور جنہون نے یہ شرط لگائی ہے کہ اوسکا مونث فعلیٰ کے وزن پر ہونا چاہیئے تو اونکے پاس منصرف ہوجائیگا چنانچہ علاّمہ ابن حاجب صاحب کافیہ لکھتے ہین ومن ثم اختلف فی رحمٰن یعنے انہی شروط کے باعث رحمٰن کے منصرف وغیر منصرف ہونے مین اختلاف ہوا ہے مگر بلحاظ اس قاعدے کے وبالاضافۃ واللام ینجر بالکسر الف لام داخل ہونے کے بعد بالاتفاق منصرف ہے۔

یہ خداوند تعالی کی ایک مختصہ صفت ہے اسکا استعمال اکثر مواقع مین بلا موصوف کے بھی کیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد ہے الرّحمن علی العرش استوی۔

سہیلی کا خیال ہے کہ یہ بھی اسم ہے صفت نہین ہے کیونکہ اعرف المعارف ہے جو قاصہ علمیت کا ہے چنانچہ اونہون نے کفار کے اس مقولہ (وما الرّحمن یعنے رحمٰن کیا ہے) سے استدلال کیا ہے کہ اگر اعرف المعارف نہوتا تو یہ سوال ہی درست نہ تھا کیونکہ صفت کی تعریف ہی یہ ہے کہ وہ ذات مبہمہ پر دلالت کرے۔

الرّحمن یہ صفت اول ہے اور رحیم بروزن فعیل صفت ثانی ہے جو اسم فاعل کا صیغہ ہے یہ دونون رحمت سے مشتق ہین جنکے معنے محققین کے پاس بالکل ایک ہین

مگر رحمٰن خدائے تعالی کے ساتھ مختص ہے اسیوجہ سے وہ رحیم پر مقدم ہے کیونکہ وہ مثل علم ہوگیا جس سے ذات الہ الحق کے سوا دوسرا متصف نہین ہو سکتا لیکن مسیلمہ کذاب کی تعریف مین جو کسی شاعر نے رحمٰن الیمامہ کا استعمال کیا ہے سو وہ یا بطور شذوذ کے ہے یا یہ کہ معرف باللام مختص باللہ ہے۔

الحاصل الرّحمن خاص ہے باعتبار لفظ کے کیونکہ اوسکا اطلاق غیر اللہ پر حرام ہے اور بلحاظ معنے کے عام ہے کیونکہ یہ صفت خاصہ تمام موجودات عالم کو شامل ہے اور الرّحیم اسکے برعکس ہے۔

ان تین اسماء (اللہ الرّحمن الرّحیم) کو بسم اللہ مین ذکر کرنیکی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید مین تین قسم کے لوگ مخاطب ہین کما قال تعالی فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرَاتِ یعنے بعض لوگ تو اپنے نفس کیلئے ظالم ہین۔ بعض میانہ رو۔ اور بعض سابق بالخیرات۔ اب اس آیت مین خداوند تعالی اس بات کی طرف اشارہ فرماتا ہے انا اللہ للسّابقین یعنے مین سابقین کا اللہ ہون الرّحمن للمقتصدین یعنے میانہ رؤون کا رحمٰن ہون الرّحیم للظّالمین یعنے ظالمون کے لئے رحیم ہون۔

سورہ فاطر ع ۱۶

اور نیز اس بات کی طرف بھی ایما ہے کہ مین اللہ عطاؤن کا دینے والا۔ رحمٰن لغزشون سے درگذر کرنے والا۔ اور رحیم جفاؤن سے تجاوز کرنے والا ہون گویا خداوند تعالی اپنے کمال رحمت سے فرماتا ہے کہ مین تمہارے وہ راز و اسرار جانتا ہون

کہ اگر اون سے تمہارے والدین واقف ہون تو تم سے جدائی کرلین تمہاری
بیوی کو معلوم ہو تو جفا کیلئے تیار ہو جائے ۔ تمہاری لونڈی یا باندی کو معلوم
ہو تو تم سے فرار ہونے اور بھاگنے پر مستعد ہو اور اگر تمہاری جار اور پڑوسی
کو معلوم ہو تو گھر دار کو تباہ وخراب کرکے خیرباد کہنے کے لئے آمادہ ہو جائے
لطف یہ ہے کہ مین یہ سب کچھ جانتا ہون مگر اپنے کرم اور ستاری سے اون
سب کو مستور رکھتا ہون اور فوراً انتقام نہین لیتا تاکہ تمہین معلوم ہو جائے
کہ مین اللہ الرّحمن الرّحیم اور الٰہ حق کریم ہون و لنعم ما قیل
فی ھذا المعنی ؎

اگر با پدر جنگ جوید کسے — پدر بیگمان خشم گیرد بسے
وگر خویش راضی نباشد زخویش — چو بیگانگانش براند زپیش
وگر بندہ چابک نیاید بکار — عزیزش ندارد خداوندگار
وگر بر رفیقان نباشد شفیق — بفرسنگ بگریزد از وے رفیق
وگر ترک خدمت کند لشکری — شود شاہ لشکر کش از وے بری
ولیکن خداوند بالا و پست — بعصیان درِ رزق برکس نہ بست

شرح مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہ یہ تینون اسم یعنے اللہ الرّحمٰن الرّحیم
اسم اعظم ہین ۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے مروی ہے کہ حضرت مریم علیہا السّلام نے حضرت

عیسی علیہ السّلام کو ایک اوستاد کے سپرد کین تاکہ اونکو تعلیم دین اوستادنے
اون سے کہا بسم اللہ الرّحمن الرّحیم لکہو تو عیسی علیہ السّلام نے کہا کہ
بسم اللہ کیا ہے اوستادنے کہا مجھے معلوم نہین آپ نے فرمایا بسم اللہ
کا بؔ خداوند تعالی کی رونق سینؔ اوسکی ارتفاع میمؔ اوسکی مملکت
پر دال ہے اللہ اس بات کو بتلاتا ہے کہ وہ معبود برحق ہے جسکی طرف
حاجتون کے درپیش اور سختیون کے نازل ہونے کیوقت تضرع اورزاری کیساتھ
توجہ کیجاتی ہے رحمٰنؔ دنیا اور آخرت مین مہربان ہونے کو بتلاتا ہے اور
رحیمؔ اس بات کی طرف اشارہ کررہا ہے کہ آخرت کی خاص مہربانی اوسی کے
قبضۂ قدرت مین ہے ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم صلّی اللہ علیہ
وسلم پر بسم اللہ الرّحمن الرّحیم نازل ہوا تو ابر مشرق کی جانب دوڑا ہوا اون
مین سکون پیدا ہوگیا سمندرون مین مدوجزر شروع ہوا تمام بہائم کان لگادئے
شیطانون پر آسمان سے سنگساری کیگئی اور خداوند تعالی نے اپنے عزت و جلال کی
قسم کہا کر فرمایا کہ جو کوئی شخص کسی چیز پر بسم اللہ لکھے ضرور اوسمین برکت ہوگی ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص دوزخ کے
اونیس[19] زبانیہ فرشتون سے نجات پانا چاہے تو اوسکو لازم ہے کہ بسم اللہ
الرّحمن الرّحیم جسمین اونیس[19] حرف ہین پڑہا کرے کیونکہ اللہ تعالی ہر حرف کے

عوض اوسکے لئے ایک ایک سے بھلائی مقرر کرا دیتا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اوستاد جب کسی شاگرد کو بسم اللہ پڑھنے کیلئے کہتا ہے تو شاگرد۔ اوستاد اور اونکے والدین کیلئے دوزخ سے برأت لکھی جاتی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ جب آدمی کسی مصیبت مین مبتلا ہو تو اوسکو بسم اللہ الرّحمن الرّحیم کا ورد رکھنا چاہئے کیونکہ اسکی برکت سے اللہ تعالی اوسکی جتنی بلاؤن کو چاہیے پھیر دیتا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ جو شاندار کام بغیر بسم اللہ کے شروع کیا جائے وہ دم بریدہ اور ناقص رہ جاتا ہے۔

عطاء رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رات مین جب گدہے پکارنے لگین تو چاہئے کہ بسم اللہ اور اعوذ باللہ پڑھے ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بسم اللہ الرّحمن الرّحیم پڑھے ہے تو اوسکے نامۂ اعمال مین ہر حرف کے عوض چار ہزار نیکیان لکھی جاتی ہین چار ہزار گناہ میٹ دئے جاتے ہین اور چار ہزار درجے بلند کئے جاتے ہین۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ بسم اللہ ہر کتاب کی کنجی ہے۔

شعبی[1] رحمہ اللہ تعالی سے مروی ہے کہ کل صحابہ کا اجماع ہوگیا ہے کہ اشعار

(۱) شعبی کا نام عامر بن شراحیل کنیت ابو عمرو فقیہ فاضل سنہ ۱۰۴ سو ہجری کے بعد آپکا وفات ہی مکحول فرماتے ہین کہ مین نے ان سے زیادہ کسیکو فقیہ نہین دیکھا

محمد شریف الدین عفی عنہ

کے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنا مکروہ ہے۔

مروی ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ سے فرمایا اے معاویہ۔ دوات کو نیچے رکھکر لکھا کرو قلم کو محرف یعنے ٹیڑہا خط دو۔ ب کو سیدہا لکھو سؔ کے دندانے کھلے کھلے بناؤ لفظ اللہ کو خوبصورت لکھو میم کو غائر مت لکھو رحمٰن کی نون کو بڑی لکھو رحیم کو عمدگی سے لکھو اور قلم کو بائین کان پر رکھا کرو کیونکہ اس سے مضامین یاد پڑتے ہین۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس شخص نے زمین پر سے ایک ایسی کاغذ کو جسمین بسم اللہ لکھا ہو تعظیم کی غرض سے اٹھا لیا تو اللہ تعالی اوسکا نام صدیقون مین لکھتا ہے اور اوسکے ماں باپ سے عذاب مین تخفیف کردی جاتی ہے اگرچہ کہ کافر ہون۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم جب بسم اللہ پڑہتے تو مشرکین مکہ آپ سے تمسخر کے طور پر کہتے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو یمامہ کے خدا کو یاد کرتا ہے کیونکہ مسیلمہ کذاب ہی اپنے کو رحمٰن کہلواتا تھا جب یہ آیت نازل ہوی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے جہر سے پڑھنے کو ممنوع فرمادیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بسم اللہ کو خفیۃً پڑھتے تھے۔

حضرت ابن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے باپنے مجھکو نماز مین بسم اللہ

زور سے

زور سے پڑھتے ہوے سنا فرمایا اے بیٹے مین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی ہے مگر مین نے بسم اللہ کو جہر سے پڑھتے ہوے کسی کو نہین سنا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بسم اللہ کو جہر سے پڑھنا اعراب کی قرأت ہے۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے مروی ہے کہ امام کا بسم اللہ جہر سے پڑھنا بدعت ہے۔

مروی ہے کہ ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بیمار ہوے اور درد شکم نہایت سخت ہو گیا انہون نے خداوند تعالی سے اسکی شکایت کی اللہ تعالی نے اونہین ایک بوٹی بتلائی جسکے استعمال کرنے سے اونکو شفا ہو گئی دوسرے دفعہ وہ مرض پھر عود کر آیا اس دفعہ حضرت نے خود سے جا کر اوس بوٹی کو استعمال فرمایا جس سے مرض اور بڑھ گیا اوسوقت حضرت نے خداوند تعالی سے سوال کیا کہ اے بارخدایا مین پہلے اسی بوٹی کو استعمال کر کے صحت یاب ہو چکا ہون اب کے بار بھی اوسی کو استعمال کرتا ہون مگر مرض بڑھتا چلا جون جون دوا کی۔

ارشاد ہوا اے موسیٰ۔ پہلی دفعہ تم ہمارے نام کو لیکر جہاڑ کے پاس گئے ہوے تھے اسلئے کامیابی ہوی اور اس دفعہ خود سے گئے ہو اسلئے شفا مین تاخیر ہو رہی ہے اے موسیٰ۔ یاد رکھو میرا نام ہر مرض کی دوا اور ہر بیماری کا علاج ہے۔

فتوح الشام وغیرہ دیگر کتب تواریخ اور نیز تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ قیصر روم (ہرقل) نے حضرت امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ مجھے ایک زمانہ سے دردسر کا عارضہ ہے جس سے دم بہر کے لئے بہی افاقہ نہین ہوتا آپ میری لئے کوئی دوا روانہ فرمائے اوسوقت حضرت اوسکے پاس ایک ٹوپی روانہ فرمائے جسکو سرپر رکہنے سے فوراً تسکین ہوتی تہی جب سر سے علیحدہ کردی جاتی تو پہر دردسر عود کر آتا۔ اس سے ہرقل کو نہایت تعجب ہوا اور اس ٹوپی کی تلاش شروع کی اثنائے تفتیش مین ٹوپی کے اندر سے ایک کاغذ برآمد ہوا جسمین بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا ہوا تہا اوسوقت ہرقل نے کہا سبحان اللہ کیا بزرگ اور برتر نام ہے جسکے برکت سے خدا نے مجھے شفا بخشی اور یہ ٹوپی اوسکے خاندان مین نسلاً بعد نسلٍ بطور تبرک ترکے مین چلی آتی تہی کہ صاحب عموریہ تک پہونچی پہر جب معتصم باللہ کا زمانہ آیا تو اتفاقاً وہ عموریہ مین پہونچا اور وہان اوسکو شدت سے دردسر کا عارضہ لاحق ہوا اوسوقت صاحب عموریہ نے وہ ٹوپی اوسکے پاس روانہ کی جب اوس نے اس تبرک کو اپنے سر پر رکہا تو فوراً اوسکے دردسر مین سکون ہوگیا اوسکو اس سے نہایت حیرت ہوی اور اوس ٹوپی کے کہولنے کا حکم دیا جسکو پارہ پارہ کرنے کے بعد اوسمین ایک کاغذ کا پرچہ نکلا جسپر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا ہوا تہا۔ کتب تواریخ وسیر نیز تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ ایک مجوسی نے حضرت خالد بن ولید سے عرض کیا کہ تم جو دعوے اسلام

رکہتے ہو اور اپنے مذہب کے سچ ہونیکے مدعی ہو تو بتاؤ کہ تم نے اسکے سچ ہونے کو کیونکر مان لیا اگر تم سچے ہو تو ہمکو بہی کوئی صداقت کی نشانی بتلاؤ اوسوقت آپ نے زہر ہلاہل اور سم قاتل طلب کیا اوسوقت آپ کے پاس ایک زہر کا ڈبہ لایا گیا جس کا ایک چہوٹا ٹکڑا بہی مہلک اور قاتل تہا آپ نے اوسمین کے تمام زہر کو اپنے ہاتہ مین لیا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر سب کہا گئے اور خدا کے فضل وکرم سے آپکو کوئی ضرر نہ پہونچا اوسوقت اوس مجوسی نے کہا کہ بیشک یہ دین بالکل سچا اور برحق ہے ۔

مروی ہے کہ فرعون دعوے نبوت کرنے کے پہلے ایک مکان بنایا تہا جسکے دروازہ پر اللہ تعالی کا نام مبارک کندہ تہا جب دعوی نبوت کیا اور موسی علیہ السلام اوسکی رہ نمائی کے لئے بہیجے گئے اور آپ جون جون ہدایت کرتے اثر بر خلاف ظاہر ہوتا اوسوقت موسی علیہ السلام نے خداوند تعالی سے درخواست کی کہ الہی - مین اسکو راہ راست کی ہدایت کیا اور وعظ ونصیحت مین کوئی دقیقہ اٹہا نہ رکہا مگر کوئی اثر ظاہر نہین ہوتا اور نہ اس سے کوئی خیر کی امید ہوسکتی ہے خداوند تعالی نے فرمایا ۔ اے موسیٰ ۔ شاید تمہارا مقصود اوسکے ہلاک کرنے کا ہے مگر اے موسیٰ ۔ تم اوسکے کفر کو دیکھتے ہو اور ہماری نظر اوس کلمہ پر ہے جو اوسکے دروازہ پر کندہ ہے ۔

الحاصل بسم اللہ الرحمن الرحیم مین وہ وہ برکات مستودع ہین جن سے

مملکت دنیا و آخرت حاصل ہو سکتی ہے۔ دیکھیئے سلیمان علیہ السّلام نے صرف وانہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرّحمن الرّحیم کی برکت سے جنّ وانس پر حکومت کی اور اسی بسم اللہ کی تاثیر سے نوح علیہ السّلام کی کشتی غرق کی آفت سے محفوظ رہی کیونکہ جبوقت انہوں نے کشتی کا لنگر اٹھایا ہے تو بسم اللہ مجریہا ومرسٰہا کا ورد فرمایا تھا۔

الغرض بسم اللہ کے اتنے فضائل۔ برکات۔ اسرار اور نکات ہین جو حد شمار سے باہر ہین اسوقت فقط اسی قدر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ع کبھی فرصت سے سن لینا بہت ہے داستان میری۔

وما توفیقی الا باللہ وھو حسبی ونعم الوکیل وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اضعف عباد اللہ الوہاب

ابوتراب السید محمود الاواب الیافع اظلہ اللہ یوم لا ظل الا ظلہ تحت ظل نبیہ الشّافع



اعلان

اہل اسلام کو بشارت دیجاتی ہے کہ حضرت مولانا مولوی حافظ حاجی محمد انوار اللہ صاحب قبلہ کی تصانیف جنکی حسب اقتضائے زمانہ نہایت سخت ضرورت ہے ہمارے یہاں موجود ہیں شایقین کو طلب پر دستیاب ہو سکتی ہیں۔

انوار احمدی۔ اسمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور درود شریف کے فوائد اور صحابہ کرام وغیرہم کے آداب اور چند ضروری مسائل کی تحقیقات ہیں جنکی عموماً اہل اسلام کو ضرورت ہے جو اپنی خوبی اور پسندیدگی کے باعث ہاتھوں ہاتھ تقسیم ہو چکی تھی اب پھر شایقین کے تقاضے پر مکرر طبع ہوئی ہے قیمت ۱۲

کتاب العقل۔ اسمیں عقل کی حقیقت کھول دی گئی ہے کہ دینی ابواب میں کہانتک چل سکتی ہے اور حکمت قدیمہ و فلسفہ جدیدہ کا اثر جن مسائل پر پڑتا تھا انکے جوابات عقل ہی سے دئے گئے ہیں قیمت چکنا کاغذ۔ کھرا کاغذ ۸

افادۃ الافہام۔ ہر دو حصہ یہ کتاب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ازالۃ الاوہام کا جواب ہے نہایت ہی محققانہ اور منصفانہ جواب ہو گئے ہیں جنکے ضمن میں کئی ضروری دینی مسائل کی تحقیقات اور تاریخی حالات مندرج ہیں اس کتاب کے دیکھنے سے مذہب قادیانی کے مفاسد سے بخوبی آگاہی ہو جاتی ہے ہر حصہ چکنا کاغذ ۔۔۔ کھرا کاغذ ۔۔۔

[illegible] ۔ جسمیں مباحث اخلاق تمدن فقہ کلام اور تصوف وغیرہ ہیں قیمت ۱۵

حقیقۃ الفقہ [illegible]

[illegible]

[illegible]